شعبان-رمضان ۱۴۴۵ھ / مارچ ۲۰۲۴ء جلد ۲ شمارہ ۸

ماہنامہ

برکاتِ اکابر کراچی

خانقاہ غرفۃ السالکین کراچی کا ترجمان

ازفیضان

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ برکاتِ اکابر
غُرفۃُ السّالکِین C-96 گلستانِ جوہر بلاک 2، نزد سندھ بلوچ سوسائٹی گیٹ نمبر 2، کراچی
پی او بکس: 18778 پوسٹ کوڈ: 75290 فون: 34030643 021 92+
HazratFerozMemon.org | Barkaat-e-Akabir@Ghurfa.org

اصلاحی مجالس کی ترتیب

عارف باللہ حضرت اقدس شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہفتہ وار بیانات

اتوار	جمعہ	جمعرات
دینی و اصلاحی بیان	جمعۃ المبارک بیان	مرکزی بیان
11:30 دوپہر	12:30 دوپہر	مغرب تا عشاء

روزانہ مجالس

بعد فجر | بعد عشاء

دورۃ القرآن الکریم و علومہ

خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

ہر جمعۃ المبارک صبح 7 تا 9

حضرت مولانا مفتی حافظ محمد فرحان فیروز میمن صاحب مدظلہ

ہفتہ وار درسِ قرآن

اتوار بعد ظہر (نماز 1:15 بجے)

روزانہ مجلس

بعد عصر

مسجد اختر C-96 گلستانِ جوہر بلاک 12 نزد سندھ بلوچ سوسائٹی گیٹ نمبر 2 کراچی

پی او بکس: 18778 پوسٹ کوڈ: 75290 فون: 021-34030643-44

اصلاحی مکاتبت اور مجالس کے لئے

خواتین کے لیے بیان سننے کا انتظام: مرکز تربیتِ خواتین B-41 سندھ بلوچ سوسائٹی، میں صرف جمعرات بعد مغرب اور اتوار صبح 11:30 ہے!

Click to Install

موبائل ایپ

Ghurfa

Mobile App

ویب سائٹ: www.HazratFerozMemon.org

ای میل: Ask@HazratFerozMemon.org

تمام بیانات ویب سائٹ پر LIVE سنے جا سکتے ہیں

ماہنامہ
برکاتِ اکابر کراچی
خانقاہ غرفۃ السالکین کا ترجمان

شعبان - رمضان ۱۴۴۵ھ / مارچ ۲۰۲۴ء

از فیضان

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صدیقِ زمانہ، قلندرِ وقت حضرت اقدس شاہ سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ببرکتِ دعا

ترجمانِ اکابر شیخ الحدیث شیخ العلماء عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتین صاحب دامت برکاتہم

سرپرست

عارف باللہ حضرت اقدس شاہ فیروز عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

حضرت حافظ ڈاکٹر شفقت عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

مدیر

حضرت مولانا مفتی فرحان فیروز میمن صاحب مدظلہ

خط و کتابت و ترسیل کا پتہ

غرفۃ السالکین C-96 گلستانِ جوہر بلاک 2 نزد سندھ بلوچ سوسائٹی گیٹ نمبر 2، کراچی
پی او بکس: 18778 پوسٹ کوڈ: 75290 فون: 34030643 021 92+
HazratFerozMemon.org | Barkaat-e-Akabir@Ghurfa.org

غرفۃ السالکین کا ترجمان
ماہنامہ برکاتِ اکابر کراچی

ترتیب

اداریہ: استقبالِ ماہِ رمضان .... (۵)

مضامینِ قرآن

- خزائن القرآن: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ.. (۷)

مضامینِ حدیث

- خزائن الحدیث: شیخ العرب والعجم مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ............ (۱۰)

اشعارِ معرفت

- زندگی میں کیا شادمانی ملی ..... شیخ العرب والعجم مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ...... (۱۳)
- اشعارِ عارفانہ کی تشریح الہامی: صدیقِ زمانہ حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ............... (۱۴)

ملفوظاتِ اکابر

- ملفوظات حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ.................. (۱۷)
- مجالس ابرار: محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ................................ (۳۰)
- پردیس میں تذکرۂ وطن: شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ.... (۳۲)
- صراطِ مستقیم اور اتباعِ اکابر: عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم .... (۳۶)
- روزہ اور ترکِ معصیت: شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۴۰)

مضامین و منتخبات

- اس دور کا عظیم فتنہ: اسمارٹ فون: عارف باللہ حضرت شاہ فیروز عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم ..... (۴۸)

متفرقات

- شرعی مسائل کا حل .... مرکز الافتاء والارشاد، مدرسہ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ، گلستانِ جوہر کراچی... (۵۱)
- تربیتِ طالبین خدا: (اصلاحی خطوط اور ان کے جوابات)................................ (۵۴)
- خانقاہ غرفۃ السالکین کے شب و روز.. (۵۹)

فہرست پر جائیے

مفتی محمد یوسف عباس صاحب
(استاذ مدرسہ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ گلستانِ جوہر کراچی)

استقبالِ ماہِ رمضان

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔اس حوالے سے سیدی واستاذی حضرت اقدس خالد اقبال تائبؔ صاحب مد ظلہم کہ ''دبستانِ رومیِ عصر'' سے جن کی وابستگی ، بلکہ بہترین نمائندگی ان کے ہر ایک شعر سے نمایاں ہے، ان کی ایک نظم جس کا عنوان ''استقبالِ ماہِ رمضان'' ہے، جو رمضان سے متعلق اہل اللہ کے انتظار بلکہ اشتیاق کا بہترین اظہار ہے، پیشِ خدمت ہے۔البتہ اس نظم سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مبارک مہینے کے استقبال کا درست طریقہ جو حضرتِ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے بیان فرمایا ہے، اسے عرض کر دیا جائے۔

شیخ الاسلام صاحب فرماتے ہیں: ''رمضان المبارک کا اصل استقبال یہ ہے کہ رمضان آنے سے پہلے اپنے نظام الاوقات بدل کر ایسا بنانے کی کوشش کرو کہ اس میں زیادہ سے زیادہ وقت اللہ جل شانہٗ کی عبادت میں صرف ہو۔رمضان کا مہینہ آنے سے پہلے یہ سوچو کہ یہ مہینہ آ رہا ہے، کس طرح میں اپنی مصروفیت کم کر سکتا ہوں۔

اس مہینے میں اگر کوئی شخص اپنے آپ کو بالکلیہ عبادت کے لیے فارغ کر لے تو سبحان اللہ! اور اگر کوئی شخص بالکلیہ اپنے آپ کو فارغ نہیں کر سکتا تو پھر یہ دیکھے کہ کون کون سے کام ایک ماہ کے لیے چھوڑ سکتا ہے، ان کو چھوڑے، اور کن مصروفیات کو کم کر سکتا ہے، ان کو کم کرے، اور جن کاموں کو رمضان کے بعد تک مؤخر کر سکتا ہے، ان کو مؤخر کرے، اور رمضان کے زیادہ سے زیادہ اوقات کو عبادت میں لگانے کی فکر کرے۔میرے نزدیک استقبالِ رمضان کا صحیح طریقہ یہی ہے۔اگر یہ کام کر لیا تو ان شاء اللہ رمضان المبارک کی صحیح روح اور اس کے انوار و برکات حاصل ہوں گے، ورنہ یہ ہوگا کہ رمضان المبارک آئے گا اور چلا جائے گا، اس سے صحیح طور پر فائدہ ہم نہیں اٹھا سکیں گے۔''

(اسلام اور ہماری زندگی: ۲/ ۱۹۱، ادارۂ اسلامیات)

اورتائبؔ صاحب فرماتے ہیں۔

نیکیوں کی بہار راہ میں ہے
یوں کہیں، جگ سدھار راہ میں ہے

شاخ در شاخ شہرتیں اُس کی
وہ چمن کا نکھار راہ میں ہے

حسن جس کو عزیز ہو ، سن لے
روح کا ہر سنگھار راہ میں ہے

آؤ لبیک ہم کہیں اُس کو
رحمتوں کی پکار راہ میں ہے

اہلِ دل راہ تک رہے ہیں ابھی
اہلِ دل کا قرار راہ میں ہے

راہرو معتبر نہ ہوں کیسے
منزلِ اعتبار راہ میں ہے

مغفرت کی طرف چلو دوڑیں
رحمتِ کردگار راہ میں ہے

ہے تصور ابھی سے کیف آگیں
قلب و جاں کا خمار راہ میں ہے

آگئی اس کے قرب کی خوشبو
وہ کہ مانا ہزار راہ میں ہے

ہم گھروں میں ہیں منتظر تائبؔ
باعثِ انتظار راہ میں ہے

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆
☆☆
☆

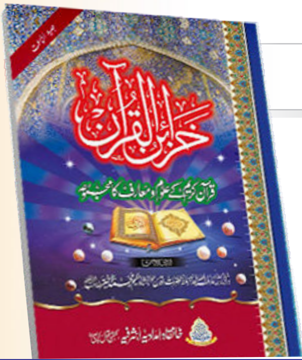

سلسلہ نمبر ۲۰

مضامینِ قرآن

خزائنُ القرآن

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کریم کے علوم و معارف کا مجموعہ

تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ کے تقدم و تاخر کے دو عجیب نکتے

اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ اور بے شک آپ تَوَّابٌ بھی ہیں، رَحِیۡمٌ بھی ہیں یعنی آپ توجہ فرمانے والے، مہربانی فرمانے والے ہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تَوَّابٌ کو پہلے کیوں نازل کیا اور رَحِیۡمٌ کو بعد میں کیوں نازل کیا؟ اس کا عجیب نکتہ بیان فرمایا جو قابلِ وجد ہے۔ دوستو! سن لو! پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ اس تقدم و تاخر کا راز یہ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اس کو پہلے توفیقِ توبہ دیتا ہے۔ تَوَّابٌ کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے مقدم فرمایا کہ ہم جس پر رحمت نازل کرتے ہیں پہلے اس کو توفیقِ توبہ دیتے ہیں اور توبہ کے ساتھ ہی رحمت نازل فرماتے ہیں۔ توفیقِ توبہ اور نزولِ رحمت دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ آگے آگے توفیقِ توبہ اور ساتھ ملا ہوا نزولِ رحمت، دونوں آپس میں ایک دوسرے کے جار اور جیران یعنی پڑوسی ہیں، ایک دم ملے ہوئے آتے ہیں، توفیقِ توبہ اور رحمت کا نزول ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ جس نے اللہ سے معافی مانگ لی وہ سایۂ رحمت میں آگیا، ایک سیکنڈ کی دیر نہیں ہوتی۔ توفیقِ توبہ شروع ہوئی، بندہ نے اَسۡتَغۡفِرُ اللہَ کہا اور نزولِ رحمت ساتھ ساتھ شروع ہوگیا۔ ایک سیکنڈ کی تاخیر نہیں ہوتی لیکن توفیقِ توبہ چونکہ مقدم ہے خواہ ایک سیکنڈ ہی کے درجہ میں سہی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تَوَّابٌ کو مقدم کیا اور رَحِیۡمٌ کو مؤخر فرمایا۔

فرقۂ معتزلہ کا رد

دوسری وجہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان فرمائی کہ فرقۂ معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے جس نے یہ

دعویٰ کیا کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی توبہ قبول کرنا قانوناً لازم ہے، اس کو معاف کرنا اللہ پر نعوذ باللہ فرض ہے۔ اس لئے چودہ سو برس پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ دو لفظ تَوَّابٌ اور رَحِیۡمٌ نازل فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ آیندہ ایک نالائق فرقۂ معتزلہ پیدا ہوگا جو ایسا بے ہودہ دعویٰ کرے گا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ تَوَّابٌ اور رَحِیۡمٌ کے اس تقدم و تاخر میں اللہ تعالیٰ نے معتزلہ کا رد فرمادیا کہ اے نالائقو! اگر میں تمہاری توبہ کو قبول کرلیتا ہوں تو یہ قانونی طور پر مجھ پر فرض نہیں ہے بلکہ میں رحیم ہوں، شانِ رحمت سے تمہاری توبہ کو قبول کرتا ہوں، شانِ قانون سے نہیں، شانِ ضابطہ سے نہیں۔ آہ! کیا بلاغت ہے اللہ تعالیٰ کے کلام میں، کیا بلاغت ہے ذرا دیکھو تو سہی بھلا کوئی انسانی کلام ایسا ہوسکتا ہے! اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ شانِ رحمت سے ہم بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں۔

غَفُوْرٌ اور وَدُوْدٌ کا ربط

اسی طرح وَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ میں ایک خاص ربط ہے۔ میں پھولپور کے تالاب میں اپنے حضرت شیخ کے کپڑے دھو رہا تھا، حضرت مسجد میں تلاوت کر رہے تھے، تلاوت کرتے کرتے حضرت دوڑ کر آئے اور فرمایا: حکیم اختر! جلدی آؤ۔ اس وقت ایک عجیب و غریب علم عطا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش کی صفت، غفور کی صفت کے بعد ودود کیوں نازل فرمایا کہ اے بندو! معلوم ہے کہ ہم تم کو بہت کیوں معاف کرتے ہیں؟ کیونکہ ہم تم سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ دوسرا نام ودود جو نازل فرمایا یہ سبب ہے مغفرت کا۔ یعنی اے بندو! تمہیں ہم جلد معاف کیوں کرتے ہیں تو حضرت نے اپنی پوربی زبان میں فرمایا تھا کہ مارے میا کے یعنی مارے محبت کے، میا کہتے ہیں پورب کی زبان میں محبت کو، مامتا کو۔ کیا عجب الہامی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غفور کے بعد ودود نازل فرما کر یہ بتادیا کہ ہم تمہیں جو جلد معاف کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں تم سے بے حد محبت ہے، پالنے کی محبت ہے جو بلی پالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بلی کی بھی محبت دل میں ڈال دیتے ہیں، کتا پالتا ہے تو اس سے بھی محبت ہو جاتی ہے اور ہم رب العالمین، تمہیں پالتے ہیں تو ہمیں تم سے محبت نہ ہوگی؟ جو ظالم توبہ ہی نہ کرے وہی خسارہ میں رہتا ہے۔

مقاصدِ بعثتِ نبوت

اس کے بعد دونوں پیغمبروں نے ایک دعا مانگی رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ

اے اللہ! ہماری اولاد اور خونی رشتوں میں ایک پیغمبر پیدا فرما یعنی سید الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما اور وہ رسول کیا کام کرے گا، اس کی بعثت کا کیا مقصد ہوگا؟ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ آپ کے کلام کی آیات پڑھ کر لوگوں کو سنائے۔ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ اور آپ کی کتاب کی تعلیم دے۔

یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ اور یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ سے

مکاتبِ قرآن اور دارالعلوم کا ثبوت

دونوں پیغمبر دعا فرما رہے ہیں رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ اے ہمارے رب! ایک ایسا پیغمبر بھیجیے یعنی نبی آخر الزماں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آپ کے کلام کی تلاوت لوگوں کو سنائے وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ اور آپ کی کتاب کی تعلیم دے یعنی آپ کے کلام کے الفاظ کے معانی سمجھائے یُفَہِّمُہُمۡ اَلۡفَاظَہٗ قرآنِ پاک کے الفاظ کو سمجھائے وَ یُبَیِّنُ لَہُمۡ کَیۡفِیَّۃَ اَدَائِہٖ (روح المعانی: ۱/ ۳۸۷، البقرۃ (۱۲۹)، داراحیاء التراث، بیروت) اور ہر لفظ کی کیفیتِ ادا کو بھی سکھائے کہ یہ لفظ کیسے ادا کیا جائے گا یعنی تجوید وقراءت کی تعلیم دے۔ اس آیت سے مکاتبِ قرآن کے قیام کا ثبوت ملتا ہے جہاں تجوید وقراءت سکھائی جاتی ہے اور اسی آیت میں دارالعلوم کا ثبوت ہے جہاں کلام اللہ کی تفسیر ہوتی ہے۔ مقاصدِ بعثتِ نبوت کو اللہ تعالیٰ قرآن میں نازل فرما رہے ہیں کہ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ ہمارا نبی ہماری آیات لوگوں کو سناتا ہے جس سے مکاتبِ قرآن کا قائم کرنا ثابت ہوتا ہے اور وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ سے دارالعلوموں کے قیام کا ثبوت ہے کیونکہ آپ آخری نبی ہیں لہٰذا آپ کی بعثت کے مقاصد کو جاری رکھنا اُمّت پر فرض ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆
☆

مضامینِ حدیث

خزائن الحدیث

احادیثِ مبارکہ کے علوم و معارف کا مجموعہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عابد کو کبھی عبادتِ زمانیہ حاصل ہوتی ہے اور کبھی عبادتِ مکانیہ حاصل ہوتی ہے، کسی زمانے میں عبادت کرے گا اور کسی زمانے میں نہیں کر پائے گا، کسی مکان میں عبادت کرے گا اور کسی میں نہیں کر پائے گا لہٰذا اس کا کوئی زمانہ عبادت سے معمور ہوگا اور کوئی زمانہ خالی ہوگا، کوئی مکان عبادت والا ہوگا اور کوئی عبادت سے خالی ہوگا، لیکن متقی یعنی گناہ نہ کرنے والا زماناً و مکاناً کماً و کیفاً چوبیس گھنٹے عبادت میں ہے، چوبیس گھنٹے ذاکر ہے، کیونکہ اللہ کو ناراض نہیں کر رہا ہے، اس لئے اَعۡبَدَ النَّاسِ ہے اگرچہ کچھ نہیں کر رہا ہے، نہ نفل پڑھ رہا ہے، نہ تلاوت کر رہا ہے، نہ ذکر کر رہا ہے، خاموش بیٹھا ہے لیکن عبادت میں ہے، کیونکہ کوئی گناہ نہیں کر رہا ہے۔ سو رہا ہے تو بھی عبادت میں ہے، بیوی بچوں سے بات کر رہا ہے تو بھی عبادت میں ہے، کیونکہ کسی گناہ میں مبتلا نہیں ہے، اس لئے اس کا ہر زمان اور ہر مکان نورِ تقویٰ سے مشرف ہے، لہٰذا متقی کو ذکرِ دوام اور عبادتِ دائمہ حاصل ہے۔ بتایئے! اللہ کو ناراض نہ کرنا کیا عبادت نہیں ہے؟ یہی وہ عبادت ہے کہ بہ نصِ قطعی جس سے اللہ کی ولایت اور دوستی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ﴾

(سورۃ الانفال: آیۃ ۳۴)

صرف متقی بندے اللہ کے اولیاء ہیں۔ تقویٰ غلامی کے سر پر ولایت کا تاج رکھتا ہے، لیکن متقی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ کبھی اس سے خطا ہی نہ ہوگی، احیاناً کبھی صدورِ خطا بھی ہو سکتا ہے، لیکن وہ خطا پر قائم نہیں رہ سکتا اور گریہ و زاری، اشکباری اور آہ و زاری سے پھر اللہ کی یاری حاصل کر لیتا ہے۔ یہ صاحبِ خطا بہ برکتِ استغفار و توبہ صاحبِ عطا ہو جاتا ہے اور ایسا شخص بھی متقین کے زُمرہ میں شمار ہوگا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متقی رہنا اتنا ہی آسان ہے جتنا باوضو رہنا۔ وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرکے آدمی باوضو ہوجاتا ہے، اسی طرح اگر کبھی تقویٰ ٹوٹ جائے تو پھر توبہ و استغفار کرلو آپ متقی کے متقی ہیں۔ خطا پر ندامت و آہ آپ کو دائرۂ تقویٰ سے خارج نہیں ہونے دے گی۔

عابدین کی عبادت وقتیہ محدود یہ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی عبادت میں ایک محدود وقت تک ہی رہ سکتے ہیں، مثلاً نوافل اور ذکر و تلاوت ایک محدود وقت تک ہی کر سکتے ہیں، لیکن جو شخص تقویٰ سے رہتا ہے اور گناہ سے بچتا ہے وہ ہر وقت عبادت میں ہے۔ اس کا ہر منٹ، ہر سیکنڈ، ہر سانس اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرنے کی عبادت میں مشغول ہے، اس لئے متقی چوبیس گھنٹہ کا عبادت گزار ہے، کیونکہ چوبیس گھنٹے وہ اللہ کو ناراض نہ کرنے کی عبادت میں ہے۔ قلباً و قالباً و عیناً، ایک لمحہ بھی اللہ کو ناراض نہیں کرتا اسی لئے اس حدیثِ پاک میں متقی کو سب سے بڑا عبادت گزار فرمایا گیا۔ اور اگر کبھی خطا ہوجائے تو جب تک توبہ و استغفار سے، اشکبار آنکھوں سے اللہ کو راضی نہیں کرلیتا اس کو چین نہیں آتا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متقی رہنا اتنا ہی آسان ہے جتنا باوضو رہنا کہ وضو اگر ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرلو۔ اسی طرح تقویٰ اگر کبھی ٹوٹ جائے تو توبہ کرکے دوبارہ متقی ہوجاؤ۔ بس شرط یہی ہے کہ توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو، پکّا ارادہ ہو کہ اب یہ گناہ کبھی نہیں کروں گا۔ اگر وسوسہ آئے کہ تو پھر یہ گناہ کرے گا تو وسوسہ کا اعتبار نہیں۔ وسوسۂ شکستِ توبہ، عزمِ شکستِ توبہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود بالفرض اگر آیندہ کبھی نفس سے مغلوب ہوکر توبہ ٹوٹ گئی تو اس سے پہلی توبہ باطل نہیں ہوئی وہ ان شاء اللہ قبول ہے۔ پھر دوبارہ توبہ کرلو اور پھر عزم کرو کہ آیندہ کبھی توبہ نہ توڑوں گا اور کبھی یہ گناہ نہ کروں گا۔ تو میں نے گزارش کی کہ قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دریائے لازوال و غیر محدود حاصل کرنے کا یعنی منتہائے اولیائے صدیقین تک پہنچنے کا راستہ یہ ہے کہ حواسِ خمسہ کے راستوں سے حرام لذت کا ایک ذرّہ داخل نہ ہونے دو اور ارادہ کرلو کہ اولیائے صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچ کر مریں گے اور دعا بھی کرو کہ اے اللہ! ہم سب کو اولیائے صدیقین کی خطِ انتہا تک پہنچا دے، ہم کو بھی، ہمارے بال بچوں کو بھی، ہمارے احبابِ حاضرین اور غائبین کو بھی۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اولیائے صدّیقین کون ہیں؟ تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے صدّیق کی تین تعریفیں کی ہیں:

(۱) اَلَّذِیۡ لَا یُخَالِفُ قَالُہٗ حَالَہٗ جس کا قول اور حال ایک ہو یعنی دل و زبان ایک ہو، جس کا دل

اس کی زبان کے ساتھ ہو یعنی زبان اس کے دل کی ترجمان ہو، اس کے قول وحال اور دل اور زبان میں فاصلے نہ ہوں۔اور صدیق کی دوسری تعریف ہے:

(۲) اَلَّذِیْ لَا یَتَغَیَّرُ بَاطِنُہٗ مِنْ ظَاهِرِہٖ جس کا باطن ظاہری حالات سے متأثر نہ ہو۔اور صدیق کی تیسری تعریف ہے:

(۳) اَلَّذِیْ یَبْذُلُ الْکَوْنَیْنِ فِیْ رِضَا مَحْبُوْبِہٖ صدیق وہ ہے جو دونوں جہاں اللہ پر فدا کردے۔ دنیا فدا کرنا تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن آخرت کیسے فدا کریں؟ یعنی جنت کے لالچ میں نیک عمل مت کرو، اللہ کی خوشی کے لئے کرو اور جنت کو ثانوی درجہ میں رکھو۔دلیل اس کی یہ ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ))

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت کو مؤخر کرنا دلیل ہے کہ اے اللہ کے عاشقو! پہلے اللہ کو خوش کرنے کے لئے روزہ نماز کرو، جنت کو ثانوی درجہ میں رکھو اور گناہ جب چھوڑ و تو پہلے اللہ کی ناراضگی کے خوف سے چھوڑو اور اس کی دلیل ہے وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ اے خدا! پہلے میں تیری ناخوشی سے پناہ چاہتا ہوں پھر دوزخ سے۔اور جہنم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثانوی درجہ میں کردیا، کیونکہ اے اللہ! تیرا ناراض ہونا جہنم سے کم نہیں۔اس دعا میں امت کو آپ نے تعلیم دے دی کہ یوں مانگو: اے اللہ! آپ کو ناخوش کرنا، گناہ کرکے حرام خوشی لانا اور حسینوں کے نمک حرام کو چکھنا یہ آپ کی ناراضگی کا سبب ہے اس لئے ہم آپ کی ناخوشی سے بچنا چاہتے ہیں اور ہم اپنی ایسی تمام خوشیوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔

صدیق کی تین تعریفیں تو آپ نے سن لیں اور چوتھی تعریف اللہ تعالیٰ نے اختر کو اپنے مبدءِ فیض سے براہِ راست عطا فرمائی بہ دعائے بزرگاں بطفیلِ اہل اللہ۔جس مبدءِ فیض سے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوا اس مبدءِ فیض سے اگر اختر کو بھی عطا ہوجائے تو کیا تعجب ہے۔وہ چوتھی تعریف یہ ہے کہ جو بندہ اپنی ہر سانس کو اللہ پر فدا کرے اور ایک سانس بھی اللہ کو ناخوش کرکے حرام خوشیاں اپنے اندر نہ لائے یہ بھی صدیق ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے یہ مقام ہم سب کو عطا فرمائے اور ولایتِ صدیقیت کی انتہا تک محض اپنے کرم سے ہم سب کو پہنچادے اگرچہ ہمارے سینے اس کے اہل نہیں، لیکن اے اللہ! آپ تو اہل ہیں، ہم نااہلوں کو اہل بنانے پر بھی قادر ہیں، لہٰذا ہم نالائقوں پر اپنے کرم کی موسلا دھار بارش برسا دیجئے، آمین یا ربّ العالمین۔ (جاری ہے)

زندگانی میں کیا شادمانی ملی

صحبتِ شیخ سے زندگانی ملی
زندگانی میں کیا شادمانی ملی

نگہِ عارف کا فیضان ہے سالکو
عشق کی کیفیت بے زبانی ملی

راہِ تقویٰ میں کچھ رنج فانی ملا
پر خوشی روح کو جاودانی ملی

اُن سے نسبت کا ہے فیض اے دوستو
دل کی ہر وقت جو نگہبانی ملی

سب کو نسبت ملی شیخ کے فیض سے
بدگمانوں کو بس بدگمانی ملی

اہلِ عُقبیٰ کو دونوں جہاں مل گئے
اہلِ دُنیا کو دُنیائے فانی ملی

نفس کو جس نے اپنے مٹایا اسے
راہِ حق میں بڑی کامرانی ملی

ہے مبارک جو اُن پر فدا ہو گئی
زندگانی تو بس آنی جانی ملی

جس کا دِل حاملِ دردِ دِل ہو گیا
بندگی کی اسے رازدانی ملی

فیضِ مرشد کا اختر یہ احسان ہے
اہلِ دل کی طرح زندگانی ملی

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اشعارِ عارفانہ کی تشریحِ الہامی

بزبانِ عارفِ شیخ

سلسلہ نمبر ۲۰

صدیقِ زمانہ قلندرِ وقت حضرت اقدس شاہ سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: یکے از خدام
حضرت اقدس میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۲ دسمبر ۲۰۱۳ء، بروز پیر، بعد نمازِ عشاء

خرد کرتی ہے سامانِ رفو میرے گریباں کا
مگر اختر کی یہ چاکِ گریبانی نہیں جاتی

ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں کی رعایت سے احقر نے اس کے کچھ معانی بیان کر دیئے ورنہ مفتی محمد امجد صاحب کے سامنے بیان کرنا خلافِ ادب تھا، اس لئے کہ مولانا نے حضرت والا کے کلام ’’فیضانِ محبت‘‘ کی شرح باقاعدہ مُدلّل قرآن وحدیث سے کی ہے، وہ بے مثل ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ جگر صاحب حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اپنی فارسی نعت سنا چکے تھے، اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی فارسی میں اسی بحر پہ ایک نعت تھی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ماہرِ فن کے سامنے اپنا فن پیش کرنا خلافِ ادب ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو کچھ کلام سناؤں۔ ہمارے بزرگوں کی یہ شان تھی تو حضرت تھانوی نے اپنی فارسی نعت سنائی، احقر نے خود پڑھی ہے، وہ جگر صاحب کی نعت سے کہیں زیادہ عمدہ ہے، ظاہر ہے وہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔

(پھر حضرت میر صاحبؒ نے فرمایا کہ مفتی محمد امجد صاحب اس آخری شعر کی تشریح کر دیں گے۔ مفتی محمد امجد صاحب نے عرض کیا کہ یہ حضرت میر صاحب کا کمال تواضع اور بزرگوں کے طریقے کی سو فیصد اتباع کی دلیل ہے پھر حضرت والا میر صاحب کے حکم پر حضرت مفتی محمد امجد صاحب مدظلہ نے درج ذیل شعر کی شرح فرمائی)

اہلِ تقویٰ کی عاقبت محمود ہے

خِرد کرتی ہے سامانِ رفو میرے گریباں کا
مگر اخترؔ کی یہ چاکِ گریبانی نہیں جاتی

مفتی محمد امجد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں بہت ہی عظیم الشان مضمون کو پرویا اور سمویا ہے۔ عام طور پر ہم سب اپنی عقل کے سہارے چلنا چاہتے ہیں اور زندگی گزارتے ہیں اور عقل تو ظاہرداری کی طرف ہی ہمیں لے کے چلتی ہے اور وہ یہ چاہتی ہے کہ ہر طرح کی ٹپ ٹاپ رہے اور دنیا کا جتنا سامان ہمارے پاس ہو سکے، ہر قسم کا سامان جمع رہے اور اس کا ایک انداز ہوتا ہے۔ جب میں ابھی اس شعر کو سن رہا تھا تو یہ سوچ رہا تھا کہ ساؤتھ افریقہ میں ہم سے بہت سے لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ نے کیا ترقی کی؟ آپ کا کیا فیوچر ہے؟ ایک میمن تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ بھئی! شادی کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگے کہ کوئی لڑکی دینے کو تیار ہی نہیں کیونکہ میں ابھی عالم بن رہا ہوں تو ہر ایک مجھ سے پوچھتا ہے کہ what is your future? تمہارا مستقبل کیا ہے؟ یعنی کوئی بینک بیلنس، کوئی کمپنی، کوئی تجارت، کوئی بزنس کیا یہ سب کچھ تمہارے پاس جمع ہے؟ عقل تو ہمیشہ اسی کے چکر میں ڈالے رہتی ہے اور اسی لئے جب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے کہا تھا کہ میرے بیٹے کو خراب کر دیا تو حاجی صاحب نے فوراً یہی ارشاد فرمایا تھا۔ (مفتی محمد امجد صاحب نے عرض کیا حضرت ایک شعر سنا دوں۔ حضرت والا کی اجازت سے شعر پڑھا) ؎

فرزانہ جسے بننا ہو جائے وہ کہیں اور
دیوانہ جسے بننا ہو آئے وہ بہ چشم و بصر آئے
سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے یہاں اور بہ چشم و بسر آئے

سو بار بگڑنا یعنی ظاہرداری کو فنا کر دینا اور حضرت والا نے اوپر فرمایا کہ گلشن میں رہتے ہوئے بھی میرا یہ حال رہتا ہے۔ جو چاہے کہ ہر وقت آخرت کی فکر میں ڈوبا رہے، ظاہری زیب و زینت کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے اور سکھاتا ہے، اسی لئے عشاق اور اللہ سے محبت رکھنے والے اللہ کی طرف جس راہ سے چلتے ہیں، بڑی جلدی سے سلوک طے ہوتا ہے اور جو لوگ عقل سے چلنا چاہتے ہیں تو ذرا ذرا سی باتوں پہ ان کو شکوک و شبہات ہوتے ہیں اور اس لئے اہلِ علم کے لئے علم حجاب اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ جب وہ اس راہ پر چلتے ہیں تو محبت غالب نہیں آپاتی اور جب محبت غالب نہیں آتی تو پھر ہر چیز میں چوں و چراں ہوتی ہے، اس لئے حضرت والا فرماتے ہیں کہ ؎

خِرد کرتی ہے سامانِ رفو میرے گریباں کا
مگر اختر کی یہ چاکِ گریبانی نہیں جاتی

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ظاہری ساری دولت اور چیزیں ہمیں دے رکھی ہوں لیکن جب دل اللہ پر فدا ہوتا ہے تو پھر ظاہر داری پہ نظر نہیں رہتی اور الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو یہ دولت اس قدر یعنی سو فیصد درجے میں عطا فرمائی تھی کہ حضرت میر صاحب نے جو حالات لکھے ہیں کہ دنیا کو کس طرح ٹھکرایا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر وقت دل اللہ کے ساتھ ملا ہوا تھا تو بہر حال! یہ مختصر سی شرح عرض کر دی۔

حضرت مفتی امجد صاحب کی زبانی حضرت میر صاحب کا والہانہ تذکرہ

میں یہ بھی عرض کروں گا کہ حضرت میر صاحب تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایسی طویل صحبت اٹھائے ہوئے ہیں کہ شرح ہی نہیں بلکہ شرح کا پس منظر بھی سارا معلوم ہوتا ہے۔ میں تو صرف ایک شرح کرتا ہوں لیکن ماشاء اللہ ہر شعر ہی نہیں سارے ملفوظات کا بھی پس منظر حضرت میر صاحب کو معلوم ہے تو اگر کسی نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھا اور پہچانا، تو میں اپنی نظروں کے اعتبار سے سمجھتا ہوں کہ یہ مقام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ نے حضرت میر صاحب کو دیا ہے، بہت سے لوگ بہت سی چیزوں میں مبالغہ کرتے ہیں لیکن مجھے مبالغے کی عادت نہیں ہے اور ڈر بھی لگتا ہے لیکن میں یہ بالکل بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کی مجلس خلوت میں ہو یا جلوت میں ہو، وہی رنگ، وہی انداز، وہی فائدہ، وہی انوارات محسوس ہوتے ہیں کہ جیسے حضرت والا کے پاس بیٹھیں ہیں اور الحمد للہ! حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی خلوت اور جلوت کی دعائیں بھی بہت زیادہ ہیں۔ اور ایک ہے دعائیں دینا اور ایک ہے دعائیں لینا، اللہ تعالیٰ حضرت میر صاحب کا سایہ مزید خوب صحت و عافیت کے ساتھ ہمارے سروں پہ دیر تک قائم رہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے خوب خوب دعائیں لی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت میر صاحب کو یہ خاص شرف بخشا کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی خوب خدمت کی ہے، ہم سب کے سر کے تاج ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور اس وقت حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کی صحیح معنوں میں قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے دوستوں اور ان بڑے بڑے علماء کے حسنِ ظن کے مطابق معاملہ فرمائے، میری مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔

سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا وہ آئے یہاں اور بہ چشم و بصر آئے

اور حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا جو آپ نے ابھی سنایا، اس نے کہا کہ آپ نے میرے بیٹے کو خراب کر دیا بگاڑ دیا تو حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہاں! ہمیں تو بگاڑنا ہی آتا ہے اور ہم بھی کسی کے بگاڑے ہوئے ہیں۔ (جاری ہے)

ملفوظاتِ اکابر

ملفوظاتِ حکیم الامت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

سلسلہ نمبر ۱۸

رمضان المبارک کے فضائل وحقوق

ارشاد فرمایا کہ یہ مہینہ بڑی ہی برکت اور رحمت کا ہے۔ اگر حق تعالیٰ اپنے بندوں کو اتنی قوت اور توفیق عطا فرمائیں کہ حقوقِ واجبہ ادا ہوتے رہیں اور معاصی سے اجتناب رہے، یہی بڑی دولت ہے، اس سے آگے کی تمنا کرنا بڑے لوگوں کا کام ہے، ہم جیسے کمزوروں کے لئے تو یہ ہی سب کچھ ہے۔ ان کی ذات سے تو سب کچھ اُمید ہے، بڑے رحیم ہیں، وہ تو ناقصین کو بھی محروم نہیں رکھتے، طلب شرط ہے۔ بندوں کو بھی چاہیے کہ جیسے کچھ ہیں بُرے بھلے، دربار میں پیش ہو جایا کریں اور اپنی وسعت اور قوت سے کام لیں، پھر تو وہ خود اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ ارادہ اور ہمت بڑی چیز ہے، اس کی برکت سے بڑا سخت سے سخت کام سہل اور آسان نظر آنے لگتا ہے۔ جہاد کیسی سخت چیز ہے کہ جان کے لالے پڑ جاتے ہیں مگر ہمت اور ارادہ اس کو بھی سہل کر دیتا ہے۔

خصوصاً معاصی سے اجتناب بہت ضروری ہے مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ اور زمانہ میں تو لوگوں کو اس کا خیال بھی نہیں ہوتا اور جہاں رمضان شریف شروع ہوئے گنجفہ، شطرنج کثرت سے شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی بہلانے اور دن گذارنے کے لئے کرتے ہیں۔ بندۂ خدا قرآن کی تلاوت کی ہوتی، ذکر اللہ میں مشغول ہوا ہوتا، کسی نیک مجلس نیک صحبت میں بیٹھا ہوتا، مگر کچھ نہیں کرتے۔ آزادی کا زمانہ ہے، کسی کا ادب نہیں، خوف نہیں، جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد ۱، صفحہ ۶۳)

رمضان کی فضیلت

ایک حدیث شریف میں رمضان المبارک کے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ دوزخ سے خلاصی کا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا

فہرست پر جائیے

مہینہ سراپا رحمت ومغفرت ہے۔اس مہینہ میں ہر شخص کو اپنی مغفرت کا سامان کرنا چاہئے اور مغفرت حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ نیک عمل کرے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مغفرت کا حاصل کرنا اختیاری امر ہے چنانچہ حق تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کی مغفرت اور اس کی جنت کی طرف دوڑ و جس کو متقی لوگوں کے واسطے تیار کیا گیا ہے تو جو شخص اس راستہ پر چلے گا اور اس مقرر شدہ قانون پر عمل کرے گا وہ مغفرت حاصل کرلے گا اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ محروم رہے گا۔اس سے معلوم ہوا کہ مغفرت کا حاصل کرنا خود ہمارے اختیار میں ہے۔اگر ہم چاہیں تو اس کو حاصل کر سکتے ہیں، وہ اس طرح کہ متقی بن جائیں۔(احکام رمضان المبارک،صفحہ ۲۹)

رمضان شریف میں اللہ تعالیٰ کے منادی کا اعلان

یہ ترمذی شریف کی روایت ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان شریف کی فضیلت ارشاد فرمائی ہے کہ ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے چل متوجہ ہو اور اے شر کے طلب کرنے والے اب تو باز آجا، اللہ تعالیٰ بہت سے بندوں کو اس ماہ کی برکت سے آزاد کردیتے ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے کہ اس وقت خدا تعالیٰ کے یہاں عام رہائی ہورہی ہے، اے شخص تو بھی رہائی (آزادی) کا مستحق ہوجا۔دیکھو جب کوئی شاہی خوشی ہوتی ہے تو ہر قیدی چھوٹنے کی کوشش کرتا ہے تو اس وقت رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔خدا تعالیٰ کا فضل عام ہورہا ہے، قیدی چھوٹ رہے ہیں۔تم پر بھی آخرت کی تعزیرات اور بہت سی دفعات لگ چکی ہیں اس لئے تم بھی ان ہی قیدیوں میں ہو۔ پس تم بھی کوشش کرو کہ تمہاری خلاصی ہوجائے۔(احکام رمضان المبارک،صفحہ ۲۶)

رمضان کے مہینہ میں نافرمانیوں کا گناہ بھی بڑھ جاتا ہے

ارشاد فرمایا کہ رمضان کے مہینہ میں گناہوں کا وبال بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے، اس لئے کہ جیسے کسی مکان کے مقدس ہونے سے گناہ کے اندر شدت آجاتی ہے اسی طرح کسی زمانہ کے مقدس ہونے کا بھی یہی اثر ہے کہ اس کی وجہ سے معصیت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔جیسے کوئی مسجد کے باہر شراب پیئے تو گناہ ہے لیکن

مسجد کے اندر بیٹھ کر پینا اور زیادہ گناہ ہوگا۔ پس رمضان کے مہینہ میں جس طرح نیکیاں بڑھتی ہیں اسی طرح اگر اس میں گناہ کے کام ہوں گے تو وہ بھی سخت ہوں گے۔ رمضان کا ادب یہ ہے کہ کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں تمام اعضاء کی حفاظت کرو۔ (احکام رمضان المبارک، صفحہ ۲۵)

رمضان المبارک میں معاصی سے بچنے کا خاص اہتمام

ارشاد فرمایا کہ اس ماہِ مبارک میں جملہ معاصی کو ترک کرنا چاہئے، خواہ معاصی ہاتھ یا پیر کے ہوں، آنکھ کے ہوں، زبان کے ہوں، قلب کے ہوں۔ اور یوں تو ترکِ معاصی اس ماہ ہی کے لئے خاص نہیں، وہ ہر وقت ہی بچنے کی چیز ہے مگر اس ماہ میں اتنا اور ہے کہ جیسے اعمالِ صالحہ پر اَجر اور ثواب زیادہ ہے گناہ پر سزا بھی زیادہ ہے۔ (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد ا، صفحہ ٦٣)

رمضان میں مغفرت حاصل کرنے کا آسان طریقہ

ارشاد فرمایا کہ رمضان میں مغفرت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ گناہوں سے توبہ کرلو چاہے عید کے بعد ہی توبہ ٹوٹ جائے مگر خدا کے لئے اس وقت تو عمر بھر کے لئے توبہ کرلو۔ ایسا نہ ہو کہ توبہ میں حد لگا دو کہ رمضان تک کے لئے توبہ کرتے ہیں۔ اس سے توبہ باطل ہوجائے گی۔ توبہ کے صحیح ہونے کے لئے یہ تو ضروری نہیں کہ وہ عمر بھر ٹوٹے ہی نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ توبہ کے وقت عمر بھر کے لئے گناہوں کے چھوڑنے کا ارادہ کرلیا جائے تو اس وقت ارادہ کر لینے میں کیا دشواری ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث شریف کی وعید اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا سے بچنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ رمضان میں گناہوں سے پختہ توبہ کرلی جائے اور توبہ کچھ مشکل نہیں بہت آسان ہے۔ یہ میں نے اس لئے کہہ دیا کہ شاید کوئی حدیث کے ترجمہ سے یہ سمجھا ہو کہ رمضان میں مغفرت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ رات بھر جاگنا پڑے گا یا تین دن میں قرآن ختم کرنا پڑے گا سو خوب سمجھ لو یہ کہ یہ کچھ لازم نہیں، یہ تو مستحب ہے۔ لازم صرف یہ ہے کہ گذشتہ گناہوں سے توبہ کرلو رمضان بھر معاصی (تمام قسم کے گناہوں) سے رکو۔ بس اس طرح تم اس حدیث کی وعید سے بچ جاؤ گے۔ (احکام رمضان المبارک، صفحہ ۳۴)

ایک ہی ماہ کے لئے متقی بن جاؤ

ارشاد فرمایا کہ ایک بات کہتا ہوں۔ اگرچہ میرے منہ سے اچھی نہیں معلوم ہوتی، اس لئے

کہ ہم کو تو یہی کہنا چاہئے کہ دائمی تقویٰ اختیار کرو لیکن کیا کیا جائے، لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی بلاؤں میں مبتلا ہیں (ان کی حالت کو دیکھ کر کہنا پڑ رہا ہے کہ) اگر آپ سے دائمی تقویٰ نہ ہو سکے تو صرف رمضان ہی میں تقویٰ اختیار کرلو۔ رمضان کے بعد تم کو اختیار ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باقی گیارہ مہینے تقویٰ نہ اختیار کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ نفس سے ایک ماہ کے لئے صلح کرلو اور ایک ماہ کے لئے تقویٰ اختیار کرنے پر اس کو راضی کرلو اور یہ کہو کہ اے نفس! ایک ماہ کے لئے متقی بن جاؤ۔ ایک مہینہ کے بعد پھر آزادی ہے اور جب یہ مہینہ گذر جائے تو ایک ماہ کے لئے اور صلح کرلو۔ نفس کی خاصیت بچہ کی سی ہے کہ بچہ بہلانے سے بہل جاتا ہے۔ پس تم بھی نفس سے کہہ دو کہ عید کے دن تک تو متقی ہو جا، بعد میں تجھ کو اختیار ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ عید تک متقی ہونے سے کیا نفع؟ تقویٰ تو جب ہی کارآمد ہے جب کہ مرتے دم تک ہو تو صاحبو! اس میں بھی ایک فائدہ ہے۔ وہ یہ کہ یہ ایک تدبیر ہے دائمی تقویٰ حاصل کرنے کی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ نفس جو تقویٰ کی طرف مائل اور معصیت سے نفرت نہیں کرتا اس کی وجہ یہ ہے کہ تقویٰ کی لذت اور معصیت کی کدورت سے واقف نہیں۔ اس کو یہ خبر ہی نہیں کہ تقویٰ کے اندر کیا لذت اور نور ہے اور معصیت کے اندر کیا کدورت اور ظلمت ہے اور اس کی وجہ یہ کہ نفس چونکہ ہمیشہ معصیت ہی میں رہا ہے اس لئے تقویٰ کے نور کی اس کو خبر نہیں اور جب نورِ تقویٰ کی خبر نہیں تو معصیت کی ظلمت کا احساس بھی نہیں۔ پس ضرورت اس کی ہے کہ اس کو اس نور اور ظلمت یا یوں کہو کہ اس کو لذت و کدورت سے واقف کرایا جائے۔ جب اس کو تقویٰ کی لذت حاصل ہوگی تو معصیت میں کدورت محسوس ہوگی۔ پس لامحالہ تقویٰ کی حرص اور معصیت سے نفرت پیدا ہوگی۔ جب پورے رمضان المبارک میں متقی رہو گے تو کچھ تو احساس ہوگا۔ نفس سے صلح کی جب میعاد ختم ہو جائے گی تو شوال میں نفس تقویٰ کی لذت و حلاوت اور اس نور کو یاد کرے گا اور اس وقت اس کو ولولہ اور شوق ہوگا، طلب ہوگی، تقویٰ کا نور اپنی طرف کھینچے گا اور گناہوں کی کدورت سے اس کو روکے گا۔ پس اس طرح وہ رفتہ رفتہ متقی بن جائے گا۔ اب سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ رمضان میں متقی بن جانے سے کس طرح دائمی (یعنی ہمیشہ کے لئے) متقی بن جاؤ گے۔ (احکام رمضان المبارک، صفحہ ۷۳)

رمضان میں اگر زیادہ عبادت نہ ہو سکے تو کم از کم گناہ ہی چھوڑ دو

ارشاد فرمایا کہ رمضان کا جو مہینہ ہے اصل میں ترکِ دنیا (اور مجاہدہ) کے واسطے ہے۔ گیارہ

مہینے خوب عیش و آرام میں گذارے ہیں۔ بندۂ خدا! ایک مہینہ تو تھوڑی بہت مشقت اٹھالو۔ گیارہ ماہ تو سب کچھ کام کئے، ایک مہینہ خدا کے کام میں رہ لوگے تو کونسا ایسا بڑا حرج ہوجائے گا۔ پھر وہ بھی اس طرح کہ اس میں صحت کی رعایت رکھی گئی ہے۔ غرض یہ مہینہ تو خاص عبادت کے لئے ہے اور اخیر درجہ یہ ہے کہ اگر عبادت نہ ہوسکے تو گناہوں کو چھوڑ دو، اتنا تو کرلو۔ اگر ہمت نہ ہو تو بہت سے سیپارے نہ ختم کرو، خوب پڑ پڑ کر سوؤ۔ بس فرض، سنت نمازیں تو اٹھ کر پڑھ لیا کرو، باقی مہینہ آرام سے گذارو مگر خدا کے واسطے گناہ کوئی نہ کرو اور اگر ہمت ہو تو گناہ کو بھی چھوڑ دو اور طاعات بھی کرو پھر تو سبحان اللہ، نور علیٰ نور ہے اور یہ مہینہ تو اسی قابل ہے کہ اس میں ایسا ہی کیا جائے یعنی واجبات و فضائل سب کو جمع کیا جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رمضان شریف آتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر طاعت میں مشغول ہوجاتے تھے جیسے تیز ہوا چھوٹ نکلتی ہے کہ تیز اڑی چلی جاتی ہے۔ (احکام رمضان المبارک، صفحہ ۴۳)

رمضان میں تقویٰ اختیار کرنا زیادہ آسان ہے

ارشاد فرمایا کہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ رمضان شریف کی عبادت کا اثر گیارہ مہینے تک رہتا ہے۔ جو شخص اس میں ایک نیکی بہ تکلف کرلیتا ہے اس مہینہ کے بعد اس پر آسانی سے قادر ہوجاتا ہے اور جو شخص کسی گناہ سے اس مہینہ میں پرہیز کرلے تو سال بھر تک آسانی سے پرہیز کرسکتا ہے اور اس مہینہ میں معصیت سے پرہیز کرنا کچھ مشکل نہیں کیونکہ اس ماہ میں شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں۔ پس اب شیاطین قید ہوگئے تو معاصی خود ہی کم ہوجائیں گے۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ معاصی بالکل ختم ہوجائیں کیونکہ دوسرا محرک یعنی نفس تو باقی ہے۔ اس مہینہ میں وہ معصیت کرائے گا مگر ہاں (اس کا) اثر کم ہوجائے گا کیونکہ ایک محرک رہ گیا ہے۔ اس ایک مہینہ کی مشقت گوارا کرلی جائے تو کوئی مشکل بات نہیں۔ ہر ہر عضو کو گناہ سے بچایا جائے۔ ہمت سے کام لو اور اگر نفس کم ہمتی کرے تو اس سے یوں کہو کہ حکامِ وقت کے جو احکام ہیں، ان کو کس طرح مانتا ہے؟ اس کو بھی حاکمِ حقیقی کا حکم سمجھ کر مانو، دل کو مضبوط کرو اور پختہ ارادہ کرلو کہ کوئی کام خلافِ شرع نہ کریں گے۔ (احکام رمضان المبارک، صفحہ ۴۴)

رمضان المبارک میں نیند کا غلبہ ہو تو کس نیت سے سوئے؟

(آج کل رمضان المبارک میں شب کو سونے کے لئے بہت کم وقت ملتا ہے، عرض کیا گیا کہ صبح کو

بہت غلبہ نیند کا ہوتا ہے، نیند پوری نہیں ہوتی۔فرمایا کہ) صبح کے وقت خوب سویا کیجئے۔پھر فرمایا کہ ہمارا تو سونا ہی اچھا ہے ورنہ بیداری میں معصیت ہی کرتے رہتے ہیں، اور کچھ نہیں تو وسوسے ہی معصیت کے آتے رہتے ہیں۔ ہمارا سونا تو ویسا ہے جیسے ۔

ظالمے را خفتہ دیدم نیم روز
گفتم ایں مردہ خوابش بردہ بہ

ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بزرگ کو کوئی تجلی خواب میں ہوگئی تھی، اس کی تمنا میں ہمیشہ سویا ہی کرتے تھے۔ جہاں نماز وغیرہ سے فارغ ہوئے،بس لاؤ تکیہ سوئیں گے۔ایک وہ تھے جو طلب میں سو رہتے تھے، ہم معصیت سے بچنے کے لئے سوجائیں تو کیا مضائقہ ہے۔(حسن العزیز، جلد اول(حصہ دوم)، جلد ۱۷، صفحہ ۲۳۸)

رمضان کے انتظار میں ستر گنا ثواب کی لالچ میں نیک کام میں تاخیر کرنا زبردست غلطی ہے

حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو رمضان میں نفل کام کرے تو اس کو اور دنوں کے فرض کے برابر ثواب ملے گا اور جو رمضان میں فرض ادا کرے اس کو اور دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملے گا۔اس حدیث سے بعض لوگوں نے کیسا الٹا مطلب سمجھا ہے کہ بعض لوگ رمضان سے پہلے نیک کاموں کو روکے رکھتے ہیں، مثلاً کسی کی زکوٰۃ کا سال شعبان میں پورا ہوگیا اور اب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، رمضان کے انتظار میں روکے رکھتا ہے، چاہے رمضان میں اس کو توفیق ہی نہ ہو، یا روپیہ چوری ہوجائے رمضان کے انتظار میں غریب آدمی کا فلیتہ ہوجائے (دیوالیہ نکل جائے)۔

یاد رکھو! شارع کا اس ترغیب سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رمضان کے انتظار میں نیک کاموں کو روکا جائے بلکہ شارع کا مقصود یہ ہے کہ رمضان سے تاخیر نہ کی جائے۔اگر رمضان تک کسی کو توفیق نہ ہوئی ہو تو رمضان میں ہرگز دیر نہ کرے، جو کرنا ہو کرڈالے۔ رمضان سے پہلے عمل سے روکنا مقصود نہیں، دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے مگر کم فہمی نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ لوگ رمضان میں خرچ کرنے کے فضائل اور ثواب سن کر اس کے انتظار میں طاعات کو روکنے لگے۔خوب سمجھ لو کہ تعجیل بالخیر یعنی نیک کام جلدی کرنے میں خود بہت بڑا ثواب ہے اور وہ اتنا بڑا ثواب ہے کہ رمضان سے پہلے جو تم خرچ کروگے اس میں

اگرچہ باعتبار کمیت کے (یعنی شمار کرنے کے اعتبار سے) رمضان میں خرچ کرنے سے ثواب کم ہو مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کیفیت میں اللہ کا قرب ہونے میں وہ تعجیل (یعنی جلدی خرچ کرنا) بہتر ہے اور اس درجہ میں اس کا ثواب رمضان کے ثواب سے بڑھ جائے گا۔(احکام رمضان المبارک، صفحہ ۵۴)

روزہ کے دنیوی واخروی فوائد

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اس کی عقل کو اس کے نفس پر ہمیشہ تسلط حاصل رہے مگر بشری تقاضے کی وجہ سے بسا اوقات اس کا نفس اس کی عقل پر غالب آجاتا ہے لہٰذا نفس کو مہذب بنانے اور تزکیہ کے لئے اسلام نے روزہ مقرر کیا۔روزہ کے دنیوی واخروی فوائد حسبِ ذیل ہیں:

۱۔روزہ سے انسان کی عقل کو نفس پر پورا پورا غلبہ حاصل ہوجاتا ہے۔

۲۔روزہ سے خشیت اور تقویٰ کی صفت پیدا ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی روزہ تم پر اس لئے مقرر ہوا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

۳۔روزہ انسان کے لئے ایک روحانی غذا ہے جو آنے والی زندگی (یعنی آخرت میں) میں انسان کو ایک غذا کا کام دے گا۔جن لوگوں نے اس غذا کو ساتھ نہیں لیا، وہ اس وقت بھوکے پیاسے ہوں گے اور اس وقت ان پر افلاس ظاہر ہوگا۔اور یہ یقینی بات ہے کہ جب کھانے پینے کی تمام اشیاء خداوند تعالیٰ ہی کے خزانۂ رحمت سے انسان کو ملتی ہیں تو جن چیزوں کو وہ یہاں (اللہ کے حکم سے) چھوڑتا ہے ان کا عوض اللہ تعالیٰ وہاں ضرور دے گا جو یہاں سے بہتر وافضل ہوگا۔

۴۔روزہ اللہ کی محبت کی ایک بڑی علامت ہے۔جیسے کوئی شخص کسی کی محبت میں سرشار ہوکر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور بیوی کے تعلقات بھی اس کو بھول جاتے ہیں ایسے ہی روزہ دار بھی خدا کی محبت میں سرشار ہوکر اسی حالت کا اظہار کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ روزہ اللہ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

۵۔روزہ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کا موقع ملتا ہے اور نیز انسانی ہمدردی کا دل میں جذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ جس کو بھوک اور پیاس کا کبھی احساس ہی نہ ہوا ہو وہ بھوکوں اور پیاسوں کے حال سے کیسے واقف ہوسکتا ہے اور وہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا حقیقی شکریہ کیسے ادا کرسکتا ہے، اگرچہ زبان سے ادا کرلے مگر جب تک خود اس کو بھوک و پیاس کا اثر اور ضعف وناتوانی کا احساس نہ ہو وہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا کما حقہ شکریہ نہیں ادا کرسکتا کیونکہ جب کسی کی کوئی محبوب ومرغوب چیز جاتی رہے تب

اس چیز کی قدر معلوم ہوتی ہے۔
۶۔روزہ روح اور جسم کی صحت کا ذریعہ ہے چنانچہ اطباء نے کم کھانے پینے کو جسمانی صحت کے لئے اور صوفیاءکرام نے دل کی صفائی کے لئے فائدہ مند لکھا ہے۔
۷۔روزہ رکھنے سے انسان کو اپنی عاجزی و مسکنت اور خدا تعالیٰ کے جلال اور اس کی قدرت پر نظر ہوتی ہے۔
۸۔روزہ سے چشمِ بصیرت (یعنی دل کی بینائی) کھلتی ہے اور دور اندیشی کا خیال ترقی کرتا ہے۔
۹۔درندگی اور بہیمیت (جانوروں جیسی زندگی اور خصلتوں) سے دوری ہوتی ہے۔
۱۰۔ملائکہ الٰہی سے قرب حاصل ہوتا ہے۔(احکام رمضان المبارک،صفحہ ٦٤)

روزہ کو کامل بنانے کے طریقے

ارشاد فرمایا کہ روزہ کو کامل بنانا کچھ بھی دشوار نہیں بلکہ بہت آسان ہے۔اور اس کے دو درجے ہیں۔ ایک تکمیلِ ضروری، دوسری تکمیلِ کامل۔ تکمیلِ ضروری اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شے نقصان سے نکل جائے یعنی اس کو ناقص نہ کہہ سکیں اور تکمیلِ کامل یہ ہے کہ اس میں کچھ حسن وخوبی پھول پتیاں بھی لگ جائیں جیسے ایک تو حسن ہوتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ناک نقشہ اچھا ہو، رنگ نکھرا ہو۔ دوسرے زینت کا درجہ ہے کہ حسن کے علاوہ لباس اور زیور بھی ہو۔ پس تکمیلِ ضروری تو حسن کا درجہ ہے اور تکمیلِ کامل زینت وآرائش کا درجہ ہے۔اب سمجھئے کہ روزہ کی تکمیل کچھ بھی دشوار نہیں بہت ہی آسان ہے کیونکہ اس میں کچھ کرنا نہیں پڑتا۔اس کا حاصل صرف یہ ہے کہ محرمات (یعنی گناہوں کو) چھوڑ دو، غیبت نہ کرو، جھوٹ نہ بولو،لڑائی جھگڑا نہ کرو، بدنگاہی نہ کرو، رشوت نہ لو،سود نہ لو اور یہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ اس میں کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ یہ تکمیل خاموش رہنے اور سونے سے بھی ہوسکتی ہے۔اس کے لئے نفلیں پڑھنے اور تلاوتِ قرآن کرنے یا درود اذکار کرنے کی ضرورت نہیں۔اگر کوئی شخص دن بھر سوتا رہے،صرف نماز کے وقت جاگ کر نماز پڑھ لیا کرے تو اس کا روزہ کامل ہوگا، ناقص نہ ہوگا۔ دیکھا آپ نے تکمیلِ صوم کس قدر آسان ہے جو خاموش رہنے اور سوتے رہنے سے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔البتہ تکمیلِ کامل میں اعمال کی زیادتی کو بھی دخل ہے کہ روزہ میں تلاوتِ قرآن زیادہ کرو، ان اعمال سے روزہ کی تکمیل زیادہ ہوگی پس جس کو تکمیلِ کامل کی ہمت نہ ہو، وہ تکمیلِ ضروری کو ہاتھ سے

جانے نہ دے کیونکہ اس میں تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑتا خصوصاً غیبت سے بہت پرہیز کرو۔ غیبت تو غیر رمضان میں بھی حرام ہے اور رمضان میں تو بہت ہی بڑا گناہ ہے کیونکہ شرفِ زمانہ سے جیسے اعمالِ صالحہ کا ثواب بڑھتا ہے ایسے ہی گناہوں کا گناہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ اب تو رمضان کے چند دن رہ گئے ہیں، جتنا حصہ باقی ہے اسی میں اپنی بخشش کرالو اور بخشش کرانے کا طریقہ یہی ہے کہ گذشتہ گناہوں سے توبہ کرو اور آج سے اپنی زبان کو گناہوں سے روک لو، اس سے بخشش ہوجائے گی اور روزہ کامل ہو جائے گا اور جس قدر ہوسکے اعمالِ صالحہ میں زیادتی کرلو اس سے تکمیل ہوجائے گی۔ (احکام رمضان المبارک، صفحہ ۱۲۹) گناہوں سے روزے میں نورانیت کم ہوجاتی ہے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے قولِ باطل اور اس پر عمل کرنا ترک نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے رہنے کی ضرورت نہیں۔

اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کہ اس پر تو سب کا اجماع ہے کہ گناہ کرنے سے روزہ باطل نہ ہوگا اور اس کی قضاء نہ کرنا پڑے گی۔ تو معنی اس حدیث کے یہ معلوم ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ توجہ اس ترکِ طعام پر نہ ہوگی۔ یہ امر مشاہد ہے کہ وہ رونق، شگفتگی اور مسرت جو اطاعت کرنے سے ہوتی ہے وہ گناہوں کے ساتھ ہرگز نہ ہوگی یعنی روزے کی نورانیت کم ہوجائے گی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ بہت لذیذ کھانا پکا کر اس میں تھوڑی سی راکھ جھونک دی جائے تو وہ کھانا تو رہے گا لیکن کرکرا ہوجائے گا۔ (احادیثِ خیر الانام ﷺ یعنی اشرف الکلام، صفحہ ۸۱)

رمضان میں پیٹ بھر کر کھانا شرعاً پسندیدہ ہے

ارشاد فرمایا کہ حدیث کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان میں مومن کو زیادہ کھانا چاہیئے اور میں اشارہ کا لفظ بھی احتیاطاً کہہ رہا ہوں ورنہ حدیث میں تقریباً اس کی صراحت ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں **وَ شَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ** (مشکوٰۃ) کہ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ اب بتلاؤ یہ زیادتی کھانے کے واسطے ہے یا رکھنے کے واسطے؟ جب حق تعالیٰ ہی اس مہینہ میں رزق بڑھاتے ہیں تو ہم کو چاہیئے کہ اس مہینہ میں اور مہینوں سے زیادہ کھایا جائے۔

نیز حضور ﷺ فرماتے ہیں **هُوَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ** کہ یہ مہینہ ہمدردی کا ہے۔ مشاہدہ ہے کہ رمضان میں خود بخود دل تقاضا کرتا ہے کہ یار احباب اور دوستوں کو بھی کچھ بھیجا جائے۔ جس کے

گھر میں کوئی نئی چیز پکتی ہے وہ افطار کے وقت اپنے دوستوں کو بھی کھلانا چاہتا ہے۔ کسی کے یہاں سے پھلکیاں آتی ہیں، کوئی جلیبی بھیجتا ہے، کوئی کباب بھیجتا ہے، کوئی پھل اور میوہ جات بھیجتا ہے۔ اب بتلاؤ کہ کیا ان نعمتوں کو نہ کھائیں؟ جب خدا تعالیٰ نے یہ چیزیں کھانے کے لئے بھیجی ہیں، ہم خود تو کسی سے مانگنے نہیں گئے تھے تو یہ صاف اس بات کی علامت ہے کہ حق تعالیٰ ہی نے ہمارے واسطے بھیجی ہیں تو کیا ان کو نہ کھائیں اور اٹھا کر رکھ دیں۔ حضرت! اگر کوئی بادشاہ آپ کو امرود دے اور آپ یہ کہیں کہ میں تو زاہد ہوں، میوے نہیں کھایا کرتا تو بادشاہ ناراض ہوگا۔ ایسے ہی یہاں بھی زہد وتقویٰ بگھارنا اور حق تعالیٰ کہ بھیجی ہوئی نعمتوں کو نہ کھانا ادب کے خلاف ہوگا۔ یہ زہد وتقویٰ آپ ہی کو مبارک ہو کہ حق تعالیٰ تو رمضان میں قسم قسم کی نعمتیں بھیجیں اور طرح طرح کے کھانے بھجوائیں اور آپ کہیں کہ میں تو زاہد ہوں متقی ہوں، میں تو زیادہ نہیں کھا سکتا۔ جب حق تعالیٰ ہی رمضان میں رزق بڑھاتے ہیں اور نئے نئے کھانے بھجواتے ہیں تو ہم کو بھی اپنی خوراک بڑھانا چاہئے اور میں پورے انشراح واطمینان کے ساتھ کہتا ہوں سحری میں پیٹ بھر کر کھانے سے روزہ میں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ (احکام رمضان المبارک، صفحہ ۱۴۵)

رمضان شریف میں سب سے بڑی عبادت تلاوتِ قرآن ہے

ارشاد فرمایا کہ رمضان شریف کو تو قرآن شریف پڑھنے ہی کے لئے رکھنا چاہئے۔ میں تو اگر کسی کو ذکر وشغل شروع کراتا ہوں تو رمضان میں نہیں کراتا بلکہ رمضان کے بعد کراتا ہوں۔ رمضان میں تو وہی عبادت ہونی چاہئے جو ماثور اور منقول ہے، جس کو مقدمات لگا کر عبادت بنانا نہ پڑے۔ اشغالِ مروجۂ صوفیاء مقدمۂ عبادت ہیں، اصل عبادت وہی ہے جو ماثور اور منقول ہو۔

(مجالسِ حکیم الامت، جلد ۲۴، صفحہ ۱۶۵)

رمضان کی ایک اہم عبادت، اعتکاف

ارشاد فرمایا کہ رمضان میں (روزہ اور تراویح کے علاوہ) ایک تیسری عبادت اور بھی ہے یعنی رمضان المبارک کے اخیر دس دن میں اعتکاف۔ یہ ایسی سنت ہے کہ سب کے ذمہ اس کا ادا کرنا ضروری ہے لیکن اگر بستی میں ایک شخص اعتکاف کرلے تو سب کی طرف سے کافی ہے (ورنہ سب گنہگار ہوں گے)۔ اور اعتکاف اسی کو کہتے ہیں کہ یہ ارادہ کر کے مسجد میں پڑا رہے کہ اتنے دن تک پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کی مجبوری کے بغیر یہاں سے نہ نکلوں گا۔ اور روزہ اور تراویح کی طرح اس میں بھی نفس کی ایک پیاری

چیز چھوٹتی ہے یعنی کھلے مہار (آزاد ہو کر گھومنا) پھرنا، اور اسی طرح اس میں بھی دکھلاوا نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی کو کیا خبر کہ مسجد میں کسی خاص نیت سے بیٹھا ہے یا ویسے ہی آ گیا ہے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان میں دس روز کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمرہ جیسا ثواب ہوگا (بیہقی)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رکا رہتا ہے اور اس کو ثواب ایسا ملتا ہے جیسے کوئی تمام نیکیاں کر رہا ہو (مشکوٰۃ از ابن ماجہ)۔ اور ایک فضیلت اس میں یہ بھی ہے اس میں مسجد میں حاضر رہنا پڑتا ہے اور حدیث شریف میں مسجد میں رہنے کی بہت بڑی فضیلت آئی ہے۔ البتہ عورتیں گھر ہی میں اپنے نماز پڑھنے کی جگہ اعتکاف کریں۔ (احکامِ اعتکاف، صفحہ ۱۵)

لیلۃ القدر میں شب بیداری کی ترغیب

ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ (شبِ قدر میں) اگر جاگا جاوے تو تمام شب جاگا جاوے اور اگر تمام شب نہ جاگا جاوے تو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر اکثر حصہ شب میں بھی جاگ لے تب بھی لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر ساری رات بھی جاگ لیا جاوے تو کیا مشکل ہے۔ صاحبو! رمضان سال بھر کے بعد آتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ پچھلے سال رمضان میں بہت سے لوگ ایسے تھے کہ وہ اس وقت دنیا میں نہیں رہے۔ ہم کو کیا خبر ہے کہ آئندہ رمضان تک کس کس کی باری ہے۔ اس لئے اگر ایسی بڑی نعمت حاصل کرنے کے لئے کوئی ایک دو رات جاگ ہی لیا تو سعادت کی بات ہے۔ لیکن خیر اگر تمام رات کی ہمت نہ ہو تو اکثر حصہ کو تو چھوڑنا ہی نہ چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ یہ اکثر حصہ اخیر شب کا تجویز کیا جاوے کیونکہ اول تو اس وقت معدہ کھانے سے پُر نہیں ہوتا، دعا میں جی لگتا ہے۔ دوسرے حدیث میں آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ اخیر شب میں روزانہ اپنے بندوں کے حال پر رحمتِ خاص متوجہ فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ اخیر شب میں ویسے بھی سکون ہوتا ہے اور اس میں ہر شب شریک ہے (اخر شب میں رحمتِ خاص اور سکون ہونے میں ہر رات شریک ہے، سب میں یہ بات موجود ہے)۔

(الرفیق فی سواء الطریق، جلد ۲۸۔۲۷، صفحہ ۳۶۰)

شبِ قدر میں تین چیزوں کا اہتمام

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آج رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ اس کو شبِ قدر بھی کہتے ہیں۔ اس میں کیا پڑھنا چاہیئے؟ فرمایا کہ ایسے موقع پر سلف میں تین چیزیں معمول تھیں۔ اب لوگوں نے دو کو حذف کر کے ایک پر اکتفا کرلیا ہے۔ وہ تین چیزیں یہ تھیں ذکر، تلاوتِ قرآن، نفل نماز۔ اس میں سے عابدین نے نفل نماز اور تلاوتِ قرآن کو حذف کر دیا یعنی اس میں مشغولی بہت ہی کم ہے۔ بس زیادہ تر ضربیں ہی لگاتے ہیں اور اتفاق سے مجھ کو یہ تینوں چیزیں ایک آیت میں جمع مل گئی ہیں:۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ
اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد ۱، صفحہ ۴۵۹)

لیلۃ القدر میں بھی جو محروم رہا وہ بالکل محروم ہی ہے

ارشاد فرمایا کہ صاحبو! یہ (شبِ قدر) ایسی برکت اور خیر کی چیز ہے کہ اس سے محروم ہو جانا گویا تمام خیر سے محروم ہو جانا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے مَنْ حُرِمَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ یعنی جو شخص لیلۃ القدر سے محروم رہا وہ بہت بڑی بھلائی سے محروم ہو گیا۔ لیکن اس میں بعض لوگ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اگر جاگا جائے تو پوری رات جاگا جائے اور اگر پوری رات نہ جاگا جائے تو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اگر رات کے اکثر حصہ میں بھی جاگ لے تب بھی لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر ساری رات بھی جاگ لیا جائے تو کیا مشکل ہے۔

صاحبو! رمضان شریف سال بھر کے بعد آتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ پچھلے سال رمضان میں بہت سے لوگ ایسے تھے کہ وہ اس وقت دنیا میں نہیں رہے۔ ہم کو کیا خبر ہے کہ آئندہ رمضان تک کس کس کی باری ہے۔ اس لئے اگر اتنی بڑی نعمت حاصل کرنے کے لئے کوئی ایک دو رات جاگ ہی لے تو اس میں کیا دقت کی بات ہے۔ (احکامِ اعتکاف، صفحہ ۵۲)

رمضان کے ختم ہونے پر رنج و غم کا اظہار پسندیدہ نہیں

ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ رمضان کے آخری جمعہ میں یہ خصوصیت سمجھتے ہیں کہ اس دن جو

خطبہ پڑھا جائے اس میں وداع (رخصتی) کا مضمون اور اس قسم کا مضمون ہونا چاہئے جس میں رنج و غم اور افسوس کا اظہار ہو۔ جناب! آپ کا دل ہی جانتا ہوگا کہ کیسا کچھ افسوس ہے۔ ابھی دل میں امنگیں اور شوق لگ رہا ہے کہ جلدی سے رمضان ختم ہوں تو سویاں اور چھوارے کھائیں اور دل میں کہتے ہوں گے کہ خدا کا شکر ہے کہ یہ بوجھ اترا۔ دل میں تو خوشی پھر منہ سے رنج ظاہر کرنا تکلف ہی ہے اور اس کا امتحان یہ ہے کہ اگر تم کو واقعی غم ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کے ذریعہ سے یہ حکم بھیج دیں کہ میرے بندوں کو رمضان کے جانے سے بہت غم ہے، اچھا ایک مہینہ کے روزے ہم اور فرض کرتے ہیں تو جناب ابھی سب کے منہ خشک ہو جائیں گے۔ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ رمضان بھر تو دنوں کو شمار کرتے ہیں کہ آج اتنے روزے ہوئے، اتنے باقی ہیں۔ یاد رکھو! جو بات دل میں ہو اسی کو ظاہر کرنا چاہئے۔

نیز فرمایا کہ ہم کو چاہئے کہ یوں کہیں کہ الٰہی تیرا شکر ہے کہ ہم سے یہ عبادت جس طرح بنی ادا ہو گئی، اب آپ اس کو قبول کر لیجئے۔ رنج و افسوس کا اظہار واقعہ کے خلاف نہ کرو۔ اور اگر واقعی کچھ رنج ہو بھی تو اس پر خوشی بھی اس قدر غالب ہے کہ وہ رنج قابلِ اعتبار نہیں ہے اور وہ خوشی یہ ہے کہ غنیمت ہے کہ بیچ میں ہمارا روزہ ٹوٹا نہیں، خیر و عافیت سے سب پورے ہو گئے۔ بجائے رنج کے خوش ہونا چاہئے اور اللہ کا شکر کرنا چاہئے۔ خدا جانے یہ رنج کس نے گڑھ لیا۔ روزہ کے ختم پر تو ہم کو خوشی کی تعلیم کی گئی ہے۔ (احکام اعتکاف، صفحہ ۵۹)

عیدین میں عمدہ کھانا کھانے اور نفیس کپڑے پہننے کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ جب عید کا دن خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے خاص ضیافت و مہمان نوازی کا دن ہے تو اس میں ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی یہ خاص ضیافت و مہمانی عمدہ اور نفیس کھانوں سے ہو اور اس کی قدر کی جائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے خدا تعالیٰ کی طرف سے عمدہ کھانے پکائے جائیں اور کھانے پینے اور لباس میں جائز حد تک وسعت کی جائے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی دعوت اور مہمان کی تعظیم و تکریم پائی جاتی ہے اور چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مہمانی کا دن ہے اس لئے مومن کو چاہئے کہ کھانے میں توسیع کرے (یعنی خوب جی کھول کر کھائے پکائے) اور غریبوں کی خبر گیری کرے۔ (احکامِ عیدین، صفحہ ۱۲)

☆☆☆☆☆☆

سلسلہ نمبر ۱۹

مجالسِ ابرار

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۸۱) **ارشاد فرمایا کہ** جب احقر کی تقرری کانپور میں مدرّسی کے لئے ہوئی تھی تو حضرتِ اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا تھا تم سے جب کوئی وعظ کے لئے کہے تو انکار مت کرنا، یہ سب اسی ارشاد کی برکت ہے۔ اور اسی حکم کی تعمیل کے لئے توکلاً علی اللہ وعظ کی توفیق ہو جاتی ہے۔

۸۲) **ارشاد فرمایا کہ** ہر مریض کی شفا کے لئے یا سلام ۱۳۱ مرتبہ اوّل آخر درود شریف گیارہ، گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کرنا، اور دعا کرنا کہ اے خدا! اس نامِ پاک یا سلام کی برکت سے جملہ امراض سے سلامتی عطا فرما۔ مجرّب ہے۔

۸۳) **ارشاد فرمایا کہ** بعض لوگ چندہ اخلاص سے نہیں دیتے۔ ایک صاحب نے الیکشن کے زمانے میں ایک دینی ادارے میں بڑی رقم پیش کی پھر کچھ ہی دن میں درخواست کی مجھے اپنے اثرات وتعلقات والوں سے ووٹ دلا دیجئے۔ مہتمِم مدرسہ نے کہا: ہم لوگ سیاست سے الگ رہ کر خالص دینی خدمت میں لگے ہیں، یہ کام ہم سے نہ ہوگا۔ بہت خفا ہوئے اور بگڑ کر سخت غصے سے کہا کہ ہم نے جو نوٹ کی پوٹ دی تھی وہ ووٹ ہی کے لئے تو دی تھی۔ اب بتائیے کہ ایسے لوگوں کا آخرت میں کیا حصہ ہوگا؟

۸۴) **ارشاد فرمایا کہ** جب تلاوت شروع کرے تو نیت کرلے کہ اس سے ہمارے قلب کا زنگ دور ہوگا اور حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی۔ اور یہ تصور رہے کہ حق تعالیٰ سُن رہے ہیں۔ حدیثِ پاک میں وارد ہے کہ تلاوتِ قرآنِ پاک سے زنگ دور ہوتا ہے۔ اسی طرح وضو اور نماز کے وقت اور ذکر کے وقت بھی نیت کرے کہ اس سے حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی۔ نیت اور اخلاص ہی اصل ہے۔

۸۵) **ارشاد فرمایا کہ** اگر کوئی کہے کہ میرے مرض کے لئے ایک ڈاکٹر لاؤ جو اس فن کا ماہر اور اسپیشلسٹ بھی ہو اور دیکھا کہ اس ڈاکٹر کو چار پائی پر لا دے آرہے ہیں معلوم ہوا کہ فالج گرا ہوا ہے۔

مریض نے حال کہنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بہرے بھی ہیں، پھر لکھ کر حال پیش کیا تو معلوم ہوا کہ نابینا بھی ہیں تو آخر وہ چیخ کر یہی کہے گا ارے ظالم! مجھے ایسے اسپیشلسٹ کی ضرورت نہیں، اور لانے والا فوراً ان کی ڈگری ان کی جیب سے نکال کر دکھادے تو کیا یہ ڈگری کچھ وقعت رکھے گی؟ اسی طرح آج ہمارا حال ہے، مسلمان ہونے کی سند ہے لیکن ناقص مسلمان ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ لوگ فروعات کی کیوں نصیحت کرتے ہیں۔

میرے دوستو! فروعات ہی سے توکّل کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس ڈاکٹر میں فروعات ہی کی تو کمی تھی۔ کان بہرا تھا، کان فرع ہے کل جسم کے اعتبار سے۔ اسی طرح آنکھ، ناک، ہاتھ، پاؤں سب کل جسم کے مقابلے میں فروعات تو تھے جو اس ڈاکٹر کے خراب ہو رہے تھے۔ مگر آپ نے فروعات کی خرابی والے ڈاکٹر کو پسند نہیں کیا بلکہ اسے بے کار سمجھ کر واپس کر دیا۔ اپنے اسلام کے بارے میں بھی غور کیا کیجئے۔ اگر کسی درخت کی سب شاخیں کاٹ دیں جاویں اور صرف تنا رہے تو آپ اس تنے کو جلانے کے کام میں لاسکتے ہیں مگر اس درخت سے پھل پھول کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ اسی طرح اسلام کے تمام فروعات کو اہمیت حاصل ہے۔ کامل مسلمان جب ہوگا جب اس کے تمام فروعات پر عمل ہوگا۔

۸۶) **ارشاد فرمایا کہ** حضرت مولانا شاہ مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے وعظ سے بہت نفع کیوں ہوتا ہے؟ فرمایا کہ میری نیت یہ ہوتی ہے کہ یااللہ! میرے یہ سامعین مجھ سے بھی افضل ہوجائیں۔

۸۷) **ارشاد فرمایا کہ** اکابر کے سامنے وعظ سے طبعاً خوف ہوتا ہے ہمت نہیں ہوتی لیکن حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا حکم تھا کہ وعظ سے انکار مت کرنا بس اس پر عمل کر لیتا ہوں۔

نقلِ ارشاداتِ مرشد می کنم
انچہ مردم می کند بوزینہ ہم
اصل کی برکت سے لیکن کیا عجب
نقل سے بھی ہو وہی فیضِ اتم

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

(جاری ہے)

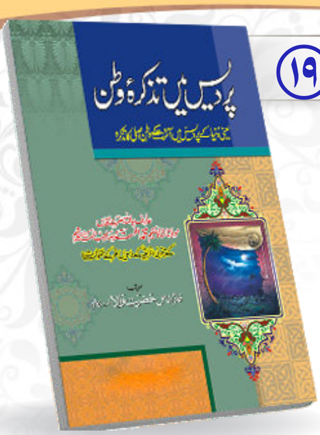

پردیس میں تذکرۂ وطن

(جنوبی افریقہ کے دسویں سفر کے ملفوظات)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جامع ومرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس مضمون کو حدیثِ پاک سے مؤید کرتا ہوں مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ جو شخص تواضع کرے مگر یہ تواضع بشرطِ شئی ہے لِلّٰہِ یعنی اللہ کے لئے اپنے کو مٹائے، بعض لوگ اس لئے تواضع کرتے ہیں کہ لوگ کہیں گے کہ ان میں بہت تواضع ہے تو یہ تواضع لِلّٰہِ نہیں لِلْمَخْلُوْق ہے، اس لئے لِلّٰہِ کی قید لگادی کہ اللہ کے لئے تواضع کرو مخلوق کے لئے نہ کرو اس کے لئے وعدہ ہے رَفَعَهُ اللّٰهُ اس کو اللہ بلندی دے گا، بلند مرتبہ بلند مقام دے گا جو اللہ کے لئے اپنے کو مٹائے گا، فنا کرے گا۔

بدنظری ایذائے مسلم میں داخل ہے

ارشاد فرمایا کہ بدنظری کرنا مفت کی پریشانی مول لینا ہے اور گدھا پن ہے۔ بدنظری کرنے سے وہ حسین یا حسینہ مل نہیں جاتی۔ بدنظری کرنا مفت میں دل کو جلانا، کلپانا ستانا ہے۔ دیکھئے کسی کے دل کو تڑپانا حرام ہے کہ نہیں؟ اور جو بدنظری کرتا ہے یہ بھی تو مسلمان ہے، اور مومن کو اپنے دل کو ستانا اور ایذاء پہنچانا جائز نہیں ہے جیسے دوسرے کے دل کو ستانا جائز نہیں تو اپنے دل کو ستانا کیسے جائز ہو جائے گا؟ لٰہذا بدنظری کر کے اپنے دل کو مت ستائیے۔

مجلس بعد عصر بر مکان سلیمان صاحب

اتفاق واختلاف کے متعلق علمِ عظیم

ارشاد فرمایا کہ میں غور کرتا رہا کہ بعض صالحین میں بھی آپس میں اختلاف رہتا ہے، ایک دوسرے سے مزاج نہیں ملتا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلیفہ تھے اور دونوں میں بول چال بند تھی، دونوں ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے تھے نہ ملتے جلتے تھے اور دونوں ایک ہی شہر میں رہتے تھے،

فہرست پر جائیے

کسی نے لکھا کہ حضرت! دونوں آپ کے خلیفہ ہیں، آپ دونوں میں میل ملاپ کیوں نہیں کرادیتے، حکم دے دیجئے کہ دونوں گلے مل لیں۔

حضرت نے فرمایا کہ ان کا اختلاف ان کے اتفاق سے افضل ہے، اگر ملاؤں گا تو اور لڑیں گے اس لئے دور دور رہیں تو اچھا ہے۔ ایک کا نام ماسٹر ثامن صاحب تھا اور دوسرے کا نام ماسٹر کرم الٰہی تھا۔ دونوں بہت موٹے تھے لکھیم پور کے رہنے والے تھے جہاں جنگل بہت ہیں۔ شکار کرنے کے لئے خواجہ صاحب ایک ہاتھی پر بیٹھے اور یہ دونوں جن میں بول چال بند تھی لیکن جب کہیں مل جاتے تھے تو سلام کرلیتے تھے، یہ دونوں دوسرے ہاتھی پر بیٹھے۔ اتفاق سے کیچڑ زیادہ تھی تو ہاتھی چلتے چلتے رک جاتا جیسے کیچڑ میں دھنس رہا ہو۔ خواجہ صاحب نے جو یہ منظر دیکھا تو اپنے ہاتھی پر سے زور سے فرمایا۔

ایک ہاتھی پر ہیں دو ہاتھی سوار
کیوں نہ دھنس دھنس جائے ہاتھی بار بار

معلوم ہوا کہ مزاج نہیں ملتا تو نہ ملے، نہ بات چیت کرے لیکن ایک دوسرے کے درپے آزار نہ ہو یعنی دوسرے کو تکلیف پہنچانے کی فکر میں نہ رہے۔ مزاج نہ ملنا تو مجبوری ہے، اختلافِ طبیعت ہے لیکن درپے آزار ہونا، دوسرے کو ایذاء پہنچانے کی فکر میں رہنا حرام ہے۔ قرآن شریف کی آیت ہے:

﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ﴾

(سورۃ البقرۃ: آیۃ ۳۶)

ہم نے کہا کہ اترو تمہارا بعض بعض کا دشمن رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی خبر کیسے غلط ہوسکتی ہے۔ هُبُوْط اس نزول کو کہتے ہیں کہ جہاں سے نزول ہوا ہے پھر وہاں واپسی بھی ہو۔ یہ روح المعانی میں ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ یہاں سے اترو اور دنیا میں کچھ عرصہ رہو لیکن کیسے رہو گے؟ وہاں تمہارا بعض، بعض کا دشمن ہوگا، چین سے نہ رہو گے اور یہ اس لئے ہوگا کہ دنیا میں زیادہ دل نہ لگے۔ اگر کوئی دشمن ہی نہ ہو اور آپس میں سب کی محبت ہوجائے تو کسی کا مرنے کو دل چاہے گا؟ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ، اهْبِطُوْا کا حال ہے کہ تم جاتو رہے ہو مگر تمہارا بعض، بعض کا دشمن ہوگا۔ جب کوئی دشمنی کرتا ہے تو میں اِسی آیت کا مراقبہ کرتا ہوں جس سے اعتقادی پریشانی ختم ہوگئی۔ مجھے بہت دن تک یہ اشکال تھا کہ دونوں اللہ والے ہیں، دونوں خلیفہ، عالم، فاضل اور دونوں صاحبِ نسبت ہیں، پھر کیا بات کہ دونوں کا دل نہیں ملتا اور بات چیت تک بند ہے۔ اس آیت سے

اشکال حل ہوگیا کہ دنیا میں بعض، بعض کا دشمن رہے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ دشمنی دنیا داروں میں بھی ہوتی ہے اور اللہ والوں میں بھی ہے لیکن دونوں میں فرق کیا ہے؟ اگر دل نہیں ملتا اور ایک دوسرے میں اختلاف ہے تو اگر اللہ والا ہے تو ایک دوسرے کو ضرر نہیں پہنچائے گا بلکہ اس کے لئے دعا بھی کرے گا اور عقلی طور پر سوچے گا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ یہ میرا بھائی ہے، اللہ کا بنایا ہوا بھائی ہے، اللہ کا پکارا ہوا بھائی ہے لیکن آیت قُلْنَا اهْبِطُوْا کا ظہور ہونا تو لازمی ہے۔ اس عداوت میں کافر ہونے کی قید تو نہیں ہے، مسلمان ہیں بلکہ ولی اللہ اور صاحبِ نسبت ہیں لیکن مزاج مختلف ہے اس لئے دل نہیں ملتا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کے بارے میں فرمایا کہ دونوں بزرگ ہیں، صاحبِ نسبت ہیں مگر ان کا اختلاف ان کے اتفاق سے افضل ہے کیونکہ جب مُطلق مناسبت نہیں تو اتفاق ہو نہیں سکتا اور اگر ہو بھی جائے تو باقی نہیں رہ سکتا۔ یہ فراست مجدّدِ زمانہ ہی کی ہوسکتی ہے۔ سبحان اللہ! یہ مجددِ زمانہ کی تعلیمات ہیں۔ اللہ نے خبر دے دی کہ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ دنیا میں جاؤ لیکن بعض، بعض کا دشمن رہے گا تو اللہ کی خبر کیسے غلط ہوسکتی ہے؟ لہٰذا اگر کوئی یہ چاہے کہ ساری دنیا مجھ سے پیار کرے وہ بے وقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کہ کچھ لوگ ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ حال ذوالحال سے الگ نہیں ہوسکتا۔ اگر اللہ والے ہیں تو باوجود اختلاف اور دشمنی کے ایک دوسرے کو نقصان بھی نہیں پہنچائیں گے، دل میں محبت تو نہیں ہوگی مگر نقصان بھی نہیں پہنچائیں گے، دنیادار ہوں گے تو لڑیں گے، ایک دوسرے کے درپے آزار ہوں گے یہاں تک کہ آپس میں قتل و خون ہوجاتا ہے۔ ہابیل و قابیل دونوں سگے بھائی تھے اور اولادِ پیغمبر تھے مگر قاتل کون ہے؟ قابیل جس کے نام میں بڑا قاف ہے۔ قابیل قاتل ہے ہابیل مقتول ہیں۔ شبہ ہوجاتا ہے کہ قاتل کون ہے تو یاد کرنے کے لئے آسان ترکیب یہ ہے کہ قابیل جس کے نام میں قاتل کا قاف ہے وہی قاتل ہے۔

مجلس بعد مغرب بر مکان سلیمان صاحب (آزادول)

مغرب کے بعد کچھ احباب حضرتِ والا کے کمرے میں آگئے۔ حضرتِ والا نے مولانا رفیق ہتھورانی صاحب سے شعر سنانے کے لئے فرمایا۔ انہوں نے حضرتِ والا کی غزل؂

جس کے دل میں نہیں ہے ترا دردو غم

بہت درد سے پڑھی۔ جب یہ شعر پڑھا؂

صحبتِ اہل دل سے ملا دردِ دل
ورنہ پاتے کہاں سے یہ دولت بھی ہم

تو حضرت مرشدی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں، میں تین سال رہا، پندرہ سال کی عمر سے اٹھارہ سال کی عمر تک۔ ان کا کیا کمال تھا؟ وہ سراپا دردِ محبت تھے۔ علمائے ندوہ سب ان سے منسلک اور ان کے معتقد ہوگئے۔ سراپا دردِ محبت تھے۔ پھر اس کے بعد سترہ سال دن رات مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا اور ان کے بعد حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے دریا سے استفادہ کیا۔ تین دریاؤں کا پانی میرے اندر ہے۔ ایک دریا کے پاٹ میں جب دوسرا دریا مل جاتا ہے تو پاٹ بڑا ہوجاتا ہے، پھر تیسرا دریا مل جاتا ہے پاٹ اور بڑا ہوجاتا ہے۔ اس لئے میرے پاٹ کو قدر کی نگاہ سے دیکھئے۔ میرا پاٹ تین بزرگوں کی تربینی ہے۔

اللہ کی محبت زبان کی محتاج نہیں

برطانیہ کے انگریز نومسلم جو اردو نہیں سمجھتے اور دارالعلوم آزادول میں طالبِ علم ہیں مجلس میں موجود تھے اور اکثر موجود رہتے ہیں اور حضرتِ والا کی مجلس میں بہت لطف محسوس کرتے ہیں ان کے لئے فرمایا کہ یہ لندن کے ہیں، اردو زبان نہیں سمجھتے لیکن ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ دین ایسا ہے کہ اس دین کے خادموں کو اللہ تعالیٰ سارے عالم میں محبوب کردیتا ہے۔ دیکھتے رہتے ہیں مزہ پاتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ معلوم ہوا کہ مزہ پانے کے لئے سمجھنا ضروری نہیں، بے سمجھے بھی مزہ ملتا ہے کیونکہ زبانیں مختلف ہیں لیکن اللہ کی محبت زبان کی محتاج نہیں، یہ دل میں منتقل ہوتی ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆
☆☆
☆

سلسلہ نمبر ۸

ملفوظاتِ اکابر

صراطِ مستقیم اور اتباعِ اکابر

لسانِ اختر، اخترِ ثانی، ترجمانِ اکابر، شیخ الحدیث، شیخ العلماء، عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتین صاحب دامت برکاتہم

مرتب: یکے از خدام حضرت والا دامت برکاتہم

لہٰذا اللہ اور اس کے رسول کے فرامین سمجھنے کے لئے جو رجال اللہ ہیں، جو اللہ کے خاص ہیں، ان اکابرِ دین، فقہائے امت سے دین کو سمجھنا چاہئے اور جو ایسے نہیں ہیں، ان سے ہم دین نہیں سمجھیں گے، ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (اور یہی قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے):

((اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ۔ رواہ مسلم))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب العلم؛ ص ۳۷)

یہ علم دین ہے اور دین ہی نجات اور فلاح کا طریقہ ہے، اسی پر چل کر اللہ تک پہنچنا ہے، لہٰذا تم پر لازم ہے کہ یہ دیکھ لو کہ تم کس سے دین سیکھ رہے ہو۔ کوئی اعلان کرے، پکارنے لگے اور تم دوڑنے لگو، ایسا ہرگز صحیح نہیں ہے، یہ دیکھنا ہے کہ اس کے اندر صحیح فہمِ دین، صحیح علمِ دین ہے کہ نہیں؟ اب لوگ مقررین اور واعظین کو اپنا مقتدا سمجھتے ہیں، ارے ائمہ دین کو اپنا مقتدا سمجھنا چاہئے، فقہائے امت کو اپنا مقتدا سمجھنا چاہئے، ائمہ دین اور فقہائے امت کی تحقیقات اور ان کی ہدایات کے مطابق چلنا چاہئے۔ ہمیں کسی واعظ اور مقرر کی اقتداء اور اتباع کا حکم نہیں ہے البتہ فقہائے شریعت کی اتباع و اقتداء کے لئے ہم مامور ہیں۔ اسی میں بالکل اطمینان ہے اور یہی دین ہے، یہی راہِ حق ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے، اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، ہر ضلالت اور ہلاکت سے بچائے۔ واعظین اور مقررین کی تقریر جب معتبر ہے کہ ان کی تقاریر فقہاء اور اکابرِ دین کے علوم کے ذریعہ سے مُؤیّد ہوں۔ اگر ان کی باتیں فقہاء اور اکابرِ دین کے علوم سے اور ان کے دینی فیصلے سے ٹکرائیں تو ہرگز ہرگز وہ باتیں قابلِ اتباع نہیں ہیں بلکہ اس سے دوری لازم اور واجب ہے لقولہ تعالیٰ: اَطِیْعُوا اللہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اولوا الامر یعنی فقہاء فی الدین کی اطاعت کرو۔

فہرست پر جائیے

صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت

اور سنو بات! لاکھ نئے نئے مجتہدین پیدا ہوتے رہیں، کسی مجتہد کی طرف خیال بھی نہ کرنا، دھیان بھی نہ دینا، بات بھی نہ سننا، اپنے اکابر کے طریق پر جینا اور مرنا، بس ؎

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

اب کیا ہے کہ جو بات اپنے دماغ میں آگئی اسی کو عینِ دین سمجھتے ہیں، اسی کو طریقۂ اکابر سمجھتے ہیں کہ جتنے اکابر گزرے ہیں، ہماری سمجھ کے مطابق ان کا دین تھا، عجیب حال ہے۔ یہ تو درپردہ ایسا دعویٰ ہے کہ ہم مجددِ اعظم ہیں، جتنے بھی مجدد گزرے ہیں، ہماری تجدید کی روشنی ان پر پڑتی تھی، ہماری تجدید کی روشنی میں وہ زندگی گزارتے تھے۔ اس لئے اگر کسی کا من مانی باتیں کہنے کا مزاج ہوتا ہے تو ہمیں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے، کیا یہ سب تماشہ ہے یارو! یہ تماشہ چھوڑو، حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے مواعظ و ملفوظات کیوں نہیں پڑھتے؟ خوب یاد رکھو ان سب باتوں کو، یہ باتیں آپ کو کم سننے میں آئیں گی، ان باتوں کا چرچا آج کل بہت کم ہے، اور اگر یہ سب باتیں آسانی سے ملنے کا شوق ہو تو ہمارے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے کتابوں کے سمندر میں تیرتے رہو، پھر ان شاء اللہ! ساری باتیں وہاں اطمینان اور اعتدال کے ساتھ اور پوری تشریح کے ساتھ مل جائیں گی۔ لیکن اس سے پہلے اس سلسلے کے کسی کامل اہل اللہ کی صحبت اُٹھالو تاکہ وہ باتیں سمجھنے میں آسانی ہو۔

یہ معاملہ ایسا خاص ہے کہ میں کیا کہوں! بس اپنے تجربے کی بات بتاتا ہوں، مشاہدہ بتاتا ہوں کہ بغیر صحبت اہل اللہ کے یہ دروازہ کھلتا ہی نہیں ہے، اب جس کا جی چاہے وہ تجربہ کرکے دیکھ لے۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اس دور میں ہم کس کو جانیں، حضرت فرماتے ہیں کہ عادۃ اللہ یونہی جاری ہے کہ قلب کی اصلاح، امراضِ باطنی کی اصلاح ہوتی ہے اہل اللہ کی صحبت سے، ان کی دعاؤں کی برکت سے، ان کی نگاہوں کی برکت سے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب عالم نہ تھے، صحبت سے پایا جو کچھ بھی پایا۔ یہ بات کہ سب عالم نہ تھے اس کا بھی مطلب سمجھنا چاہئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سب "بڑے عالم" نہ تھے، سب "فقہاء" نہ تھے، وہ فقیہ جو فتویٰ دے سکے یعنی سب مفتیانِ کرام نہ تھے ورنہ دین کی پختہ سمجھ تمام صحابہ کے اندر موجود تھی۔ ایسی پختہ سمجھ تھی کہ وہ دین سے ہٹ نہیں سکتے تھے، بالکل عین دین پر قائم رہتے تھے، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ شان تھی کہ بالکل پاک وصاف دل

رکھتے تھے، علم اور دین کی سمجھ ان کی بہت گہری تھی۔ شریعت کی اصطلاح میں عالم اس کو کہتے ہیں جو فرض علم سے بڑھ کر علم رکھتا ہو اور عابد اس کو کہتے ہیں کہ جتنا علم فرض ہے اس کے حصول کے بعد عبادات میں، نوافل میں کثرت کرتا ہو۔ اس لئے سب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو عالم نہیں کہا جاتا تھا، صحابہ میں مثلاً صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما، اسی طرح خلفاء راشدین، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ، بیس پچیس صحابہ رضی اللہ عنہم جو بڑے بڑے فقہاء تھے، باقی صحابہؓ اپنے آپ کو سمجھتے تھے کہ ہم تو عام لوگ ہیں، عامۃ الناس ہیں، ہم پر واجب ہے کہ ان بڑے صحابہ کا اتباع کریں۔ یہ حال تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت صحبت کے حصول کے باوجود، خود صحابی ہونے کے باوجود وہ سمجھتے تھے کہ ان اولوالامر کا اتباع، ان کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ تو حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ نے جو کچھ پایا نبی کی صحبت سے پایا۔

صحبت اہل اللہ کی اہمیت کی دلیل کیا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۃ التوبۃ: آیۃ۱۱۹) اِتَّقُوا اللّٰهَ میں پورا دین ہے، پھر اس کو حاصل کرنے کا طریقہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ فرمادیا یعنی صادقین کے راستے سے دین ملتا ہے، اہل اللہ کی صحبت سے دین ملتا ہے، فہمِ دین عطا ہوتا ہے اور راستہ صاف ہوتا ہے، اسی کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے علم کو اس انداز سے پیش فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ شکر ادا کیا کہ:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب العمل فی القضاء؛ ص ۳۲۴)

فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے میرے صحابی کو ایسا علم اور تفقہ فی الدین سے نوازا۔ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو یہ سب حضرات بڑے بڑے انبیاء بن جاتے اور ان میں یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی ہوتے۔ رمزی اٹاوی نے کیا خوبصورت شعر کہا ہے۔ حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے عشاق کو، خدام کو، جن انسانوں کو حضرتؒ نے تیار کیا، اس قافلہ کو دیکھ کر رمزی اٹاوی اتنے متاثر ہوئے کہ یا اللہ! یہ کیسے لوگ ہیں، سوائے دین کے کچھ جانتے ہی نہیں، سوائے شریعتِ پاک کے، احکامِ شریعت کے کچھ سمجھتے ہی نہیں، کسی طرف نگاہ ہی نہیں ہوتی۔ اس پر رمزی اٹاوی شاعر نے کہا تھا۔

یہ خدامِ شریعت ہیں، جو مانندِ پیمبر ہیں
وہ دریا کیسا ہوگا جس کے یہ قطرے سمندر ہیں

اللہ اکبر! کیسے ہیں یہ خدام شریعت، شریعت کے یہ خدام کیسے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ ایک ایک شخص گویا ایک ایک مستقل پیغمبر ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا کہ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ میں خاتم النبیین ہوں اور قیامت تک اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کذاب ہے، دجال ہے، دھوکے باز ہے، ملعون ہے، سر سے پاؤں تک ابلیسیت میں ڈوبا ہوا ہے، اس کا ہر قول، ہر فعل ابلیس کا قول و فعل ہے، اس کا ساتھ دینے والے سب جنودِ ابلیس ہیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جس صحابی کے علم کو دیکھ کر شکر ادا کیا، وہ کتنے بڑے عالم اور فقیہ ہوں گے، وہ عارفِ کامل، محدث و فقیہ کامل معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛ باب بنی الاسلام علی خمس؛ ج ۱ ص ۶)

آؤ بیٹھو! ہم تم ساتھ بیٹھتے ہیں تاکہ انوارِ ایمان سے ہم معمور ہوجائیں، ایمان کے سارے دروازے بالکل کھل جائیں اور ہمیں اللہ کے جمال کا خوب مشاہدہ ہوجائے۔ ایمان کے اندر غیر محدود انوار ہوتے ہیں اور ایمان کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلقِ خاص کا نام ہے، محبتِ خاصّہ کا نام ایمان ہے۔ تو یہاں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے صحبت کا کیسا عظیم الشان فائدہ بیان کیا کہ اس سے امورِ ایمان میں، راہِ مرضیاتِ حق میں، قربِ الٰہی میں تقویت اور ترقی ہوتی ہے۔

لہٰذا مدارسِ اسلامیہ میں خالی عربی سیکھنا کافی نہیں ہے بلکہ اہل اللہ کی صحبت بھی ضروری ہے، خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جنہیں اپنے اکابر کی دعاؤں اور برکتوں سے دینی اور ایمانی زندگی عطا ہوتی ہے۔

اے تو ئی ایمانِ من اسلامِ من

یہی حضرات ہوتے ہیں جن سے ایمان اور اسلام ملتا ہے، عقلِ سلیم اور فہمِ سلیم عطا ہوتی ہے اور ان کی برکت سے صراطِ مستقیم عطا ہوتی ہے۔ قرآن و حدیث میں صاف بتلادیا گیا کہ احکاماتِ الٰہیہ پر زندگی بناؤ لیکن صادقین کی معیت کے ساتھ، نگاہِ صادقین میں جانچ کر، ان کی موافقت کے ساتھ اپنی زندگی بناؤ، یہ خاص بات ہے۔ امت کا جو طبقہ اس سبق کو بھول گیا وہ ہلاک و برباد ہوگیا، گمراہی کی دلدل میں پھنس گیا، بالکل بے راہ ہوگیا، یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ کافر ہوگیا لیکن یہ ہے کہ ایمان کی برکات سے محروم، دین اور علمِ دین کی برکات سے محروم ہوگیا۔ اسی لئے ہمیشہ اکابرِ دین میں یہ شیوہ اور معمول رہا کہ وہ اپنے اکابر کی صحبت، ان کی تربیت اور دعائیں لیا کرتے تھے۔ (جاری ہے)

مواعظِ اختر نمبر ۵۵ سے انتخاب

روزہ اور ترکِ معصیت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

روزہ اور قرآن پاک قیامت کے دن شفاعت کریں گے

بہر حال یہ مبارک مہینہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمیں تقویٰ کی مشق کے لئے عطا فرمایا ہے اور یہ نصِ قطعی ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ کسی نے کوئی باریک نکتہ نکال دیا ہو، یہ بہت ہی جلی نکتہ ہے، اس آیت نے نصِ قطعی سے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں اور تراویح کو اس مبارک مہینے میں ہمیں متقی بنانے کے لئے نازل فرمایا ہے، اسی لئے دن کا روزہ اور رات میں قرآن کا سننا قیامت کے دن ان دونوں کو اللہ تعالیٰ حقِ شفاعت عطا فرمائیں گے:

((اَلصِّیَامُ وَ الْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَ یَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان))

(مشکوٰۃ المصابیح:(قدیمی)؛ کتاب الصوم؛ص ۱۷۳)

روزہ کہے گا کہ اے اللہ! اس شخص نے آپ کی خاطر دن بھر کھانا پینا نہیں کیا، آپ اس کو بخش دیجئے، اللہ اس کی شفاعت کو قبول فرمائیں گے، اللہ نے اس کی شفاعت کی قبولیت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل کر دی، تراویح یہ کہے گی کہ یہ رات کو بیس رکعات پڑھتا تھا، قرآن سنتا تھا، قرآن کہے گا یا اللہ! خوب ڈٹ کر افطاری کھانے کے بعد اس کو نیند کا جھونکا آتا تھا لیکن پھر بھی یہ کھڑے ہو کر قرآن شریف سنتا تھا، لہٰذا آپ میری شفاعت کو قبول فرمائیے، اس کو بخش دیجئے، روزہ اور تراویح میں قرآن کا سننا یہ دونوں شفاعت کریں گے اور اللہ کے یہاں ان کی شفاعت قبول ہے۔ اور بیس رکعات تراویح عورتوں پر بھی سنتِ مؤکدہ ہے لیکن ان پر جماعت نہیں ہے، فقہاء نے خواتین کی جماعت کو مکروہ تحریمی لکھا ہے، وہ اپنی الگ الگ بیس رکعات پڑھ لیں جتنا قرآن یاد ہو، اگر عورت قرآن کی حافظہ ہے تو تراویح میں اپنا قرآن پڑھ لے، اگر حافظہ نہیں ہے تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھ لے۔

تو خیر اس وقت یہ بات درمیان میں آ گئی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر تقویٰ کے ساتھ رمضان کا مہینہ گذرے گا، گانا سننے سے احتیاط، سڑکوں پر جائیں تو آنکھوں کی حفاظت، زبان سے کسی کی غیبت اور برائی نہ کیجیے، جتنا ہو سکے تلاوت کریں تو جس کا رمضان اچھا گذرے گا تو اس کی برکت سے ان شاء اللہ اس کا سارا سال اسی طرح اچھا اور تقویٰ کے ساتھ گذرے گا۔ اب اس مہینے میں کون کون سے اعمال کی فضیلت زیادہ ہے، وہ عرض کرتا ہوں۔

رمضان المبارک کے چار اعمال

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس مبارک مہینہ میں چار عمل زیادہ کرنا چاہیے:

((وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَ خَصْلَتَيْنِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ تَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَ اَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَ تَعَوَّذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ))

(رواہ ابن خزیمۃ و فی الترغیب و الترھیب: باب الترغیب فی الصوم؛ ج۲ ص۳۴۹)

نمبر ایک: لا الٰہ الا اللہ کی کثرت۔ نمبر دو: استغفار کی کثرت۔ نمبر تین: جنت کا سوال اور نمبر چار: دوزخ سے پناہ مانگنا۔ نیز اس ماہ میں فضول گپ شپ سے بھی احتیاط کریں، بس ضرورت کی گفتگو کیجیے، ورنہ چاہے آرام سے سوتے رہیں لیکن فضول گفتگو نہ کریں۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں رمضان میں کئی سو آدمی اعتکاف کرتے تھے، بمبئی، مدراس دور دور سے آتے تھے، ہمارے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب بھی تشریف لے جاتے تھے، تو شیخ کا معمول کیا تھا؟ فرماتے تھے کہ بھئی! خوب سوؤ اور پیٹ بھر کر کھاؤ لیکن اگر کوئی کسی سے بلا ضرورت بات کرتا نظر آئے گا تو پھر میں اس کو یہاں رہنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ غیر ضروری باتیں کرنے سے دل کا نور چلا جاتا ہے تو اس بات کی اتنی احتیاط کرتے تھے۔ لہٰذا اس مبارک مہینہ میں تقویٰ کی مشق کر لیجیے اور اگر اس مبارک مہینہ میں تقویٰ کی ایک صورت اور بھی اختیار کر لی جائے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں روزانہ تھوڑی دیر بیٹھ لیا جائے تو:

﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (سورۃ التوبۃ: آیۃ ۱۱۹)

اس آیت پر عمل کی برکت سے بھی اس کو تقویٰ حاصل ہوگا لیکن شرط وہی نیت ہے، اللہ والوں کے پاس جانے میں یہ نیت ہو کہ مجھے اللہ کا خوف بھی حاصل ہو اور میری روحانی بیماریاں بھی ختم ہو جائیں، میں اللہ کے غضب کے کاموں کو اختیار نہ کروں، چاہے جان رہے یا نہ رہے۔ مومن جب تک جان دینے کی نیت نہیں کرتا اس وقت تک اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا کیونکہ انسان کو شیطان یہی تو ڈراتا ہے کہ اگر تم گناہ نہیں کرو گے

تو پریشان رہو گے، دل میں بے چینی رہے گی، دل تڑپتا رہے گا۔ ارے! دل تڑپتا ہے تو تڑپنے دو، اس تڑپنے پر شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا۔

خوشا وقتِ شوریدگانِ غمش
اگر رَیش بینند و گر مرہمش

رَیش معنی زخم۔ اللہ کے راستہ کے غم اٹھانے والے، کیا مبارک وقت ان کا گذرتا ہے! اگر زخم دیکھتے ہیں تو بھی شکر ادا کرتے ہیں اور اگر مرہم پاتے ہیں تو بھی شکر ادا کرتے ہیں اور۔

دمادم شرابِ الم درکشند
و گر تلخ بینند دم درکشند

اللہ والے ہر وقت رنج کی شراب پیتے ہیں، اگر اسے تلخ دیکھتے ہیں تو بھی شکر ادا کرتے ہیں کیونکہ اللہ کی طرف سے مرہم بھی پاتے ہیں یعنی اللہ کے راستہ کی تکلیف اٹھاتے ہیں مگر بالکل خاموش رہتے ہیں۔

سب سے زیادہ عبادت گذار بندہ

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس مہینہ کے بارے میں بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو اس مہینہ میں جتنی زیادہ عبادت کرے گا، تلاوت کرے گا، گناہ سے بچے گا، گیارہ مہینے اس کے خیریت سے گذریں گے، جتنا اچھا رمضان گذرے گا، اتنا ہی اچھا سارا سال گذرے گا۔ اس لئے بہت ظالم ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اپنی نالائقی اور خباثت سے باز نہ آئے، جہاں ذرا موقع ملا مجال نہیں کہ چُوک جائے، پھر اس کے رمضان میں کیا اثر ہوگا۔

پروازِ تقویٰ کے دو جہاز: روزہ اور صحبتِ اہل اللہ

تو اللہ تعالیٰ نے روزے کا انعام بیان فرمایا: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کہ تم روزے کی برکت سے میرے دوست بن جاؤ گے، ولی اللہ بن جاؤ گے، صاحبِ تقویٰ بن جاؤ گے، میں تمہاری غلامی پر اپنی دوستی کا تاج رکھ دوں گا اور یہی انعام اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والوں کے لئے رکھا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ، اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو یعنی میرے دوست بن جاؤ کیونکہ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ متقی ہی میرے دوست ہیں۔ مگر تقویٰ مشکل ہے، اس کو آسان کرنے کے لئے وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ نازل فرمایا کہ اہلِ تقویٰ کی صحبت میں رہو، جیسی صحبت میں آدمی رہتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔

تقویٰ کی برکت سے غلام کو اللہ کی دوستی کا تاج مل جاتا ہے، گناہوں کی خبیث عادتوں سے قلب کو طہارت نصیب ہوجاتی ہے، قلب کا مزاج بدل جاتا ہے۔ میرے مرشد شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ایک شخص سردی سے کانپ رہا ہے، گرم گرم چائے کی ایک پیالی پی لی اور سردی کم ہوگئی۔ جب چائے کی پیالی میں سردی دور کرنے کی خاصیت موجود ہے تو کیا اللہ والوں کے ایمان کی گرمی کی وجہ سے ہمارا ایمان گرم نہیں ہوسکتا؟ کیا چائے کی پیالی اولیاء اللہ سے بڑھ جائے گی؟ ان کے پاس رہ کے تو دیکھو۔ تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے اللہ والوں کی جوتیاں اٹھائیں، ان کی خدمت کی مخلوق نے ان کو پیار کیا اور اللہ نے ان کو اپنا ولی بنالیا، اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی نظر میں کرامت رکھی ہے۔

روزے میں اللہ والوں کی صحبت کا فائدہ بڑھ جاتا ہے

تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ والوں کی صحبت نعمتِ مکانی ہے اور رمضان شریف نعمتِ زمانی ہے۔ اللہ والوں کے ساتھ رہائش ہو اور رمضان کا مہینہ ہو تو جب زمان اور مکان کے دو دو انجن لگ جائیں گے تو اللہ کے قرب کا راستہ جلد طے ہوگا۔ اسی لئے اکثر بزرگوں نے مریدوں کو رمضان المبارک میں اپنے ہاں اکٹھا کیا۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی بڑے بڑے علماء رمضان میں پہنچ جاتے تھے لیکن جس کو لالچ ہوتی ہے وہی پہنچتا ہے، بغیر لالچ دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ تو یہ مبارک مہینہ ہے، اس لئے مشورہ دے رہا ہوں کہ جس کو جہاں مناسبت ہو، روحانی بلڈ گروپ کے مطابق اپنے اپنے مشائخ کے ساتھ رمضان گذار لے تو میں امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کسی اللہ والے کے پاس رمضان گذار لو تو ڈبل انجن لگ جائے گا۔ جب ریل کوئٹہ جاتی ہے تو چڑھائی بہت ہے، اس لئے ایک انجن آگے لگتا ہے اور ایک انجن پیچھے لگتا ہے۔ ایک پیچھے سے دھکا دیتا ہے اور ایک آگے سے کھینچتا ہے۔

اہل اللہ آفتابِ رحمت ہیں

اسی لئے کہتا ہوں کہ زندگی میں چلو ایک دفعہ ہی سہی کوشش کرو کہ کسی خانقاہ میں کسی اللہ والے کے یہاں بستر لگادو۔ الحمد للہ! اختر کو میرے رب نے توفیق دی کہ جوانی میں پہلی ہی ملاقات میں ایک چلّہ میں نے اپنے شیخ کے پاس گذارا ہے، مگر وہ چلّہ آج تک مجھے مزہ دے رہا ہے۔ اللہ والوں کی نظر پڑی ہوئی ہے جو آپ لوگ مجھے بغور دیکھتے ہیں، محبت سے دیکھتے ہیں تو مجھے اپنے مشائخ اور بزرگانِ دین اور وہ اللہ والے یاد آتے ہیں جن کی صحبت میں اختر رہا ہے اور جن کی محبت کی نظر مجھ پر پڑی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، اپنا کمال

نہیں سمجھتا۔ زمین پر سورج کی شعاع آجائے تو زمین اپنی روشنی پر ناز نہ کرے، سورج کی شعاعوں کا شکر ادا کرے، لیکن دھوپ میں اور آفتاب میں کیا نسبت ہے؟ دھوپ شعاعِ شمسیہ ہے، سورج کی کرن ہے، آپ دھوپ کو سورج نہیں کہہ سکتے مگر سورج سے الگ بھی نہیں کہہ سکتے۔ اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر حل ہوگیا۔

خاصانِ خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

اللہ والے خدا نہیں ہیں لیکن وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہیں۔ دیکھو دھوپ نظر آرہی ہے آپ اس کو سورج نہیں کہہ سکتے لیکن یہ سورج سے الگ بھی نہیں ہے۔ ابھی سورج ہٹ جائے تو دھوپ بھی ختم ہوجائے گی۔ تو اللہ والے اللہ نہیں ہیں، ان کو اللہ کہنا کفر ہے، شرک ہے لیکن وہ اللہ سے جدا بھی نہیں ہیں۔ دھوپ اور سورج میں جو نسبت ہے ویسی ہی اللہ تعالیٰ میں اور اللہ والوں میں ہے کہ وہ اللہ کے نور سے روشن ہیں، ان کی روشنی ذاتی نہیں ہے۔ سورج کی گرمی دھوپ سے مل جاتی ہے، اللہ والوں کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت مل جاتی ہے۔

روزہ داروں کے لئے عظیم بشارت

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ کی فرضیت میں میری شانِ رحمت کا ظہور ہے، تم کو تکلیف دینے کے لئے روزہ فرض نہیں کررہا ہوں بلکہ روزہ اس لئے فرض ہورہا ہے تاکہ تم میرے دوست بن جاؤ۔ جب تم ایک مہینہ تک جائز نعمتوں سے اور ہماری جائز مہربانیوں سے اپنے نفس کو بچاؤ گے کہ دن بھر رزقِ حلال بھی نہ کھاؤ گے، نہ پیو گے تو اس مشق اور ٹریننگ کے بعد امید ہے کہ بعدِ رمضان تم حرام چھوڑنے میں کامیاب ہوجاؤ گے۔ اس کے علاوہ رمضان شریف کی ایک اور فضیلت بیان کرتا ہوں۔ یوں تو روزہ کا بہت ثواب ہے کہ روزہ دار کو جنت واجب ہوجاتی ہے اور اس کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں جو ایماناً اور احتساباً روزہ رکھتا ہے۔

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب الصوم، ص ۱۷۳)

احتساب کا ترجمہ مولانا علی میاں ندوی دامت برکاتہم (افسوس اب رحمۃ اللہ علیہ ہوچکے، وصال ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء) نے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان کیا تھا کہ احتساب کے معنی ہیں ثواب کی لالچ۔ اللہ والوں کے ترجمہ میں کیا مزہ ہے۔ ایماناً یعنی اللہ پر یقین رکھتے ہوئے اور احتساباً یعنی ثواب کی لالچ رکھتے ہوئے۔ اور حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بہشتی زیور حصہ نمبر تین میں حدیث نقل فرمائی جس میں روزہ داروں کی ایسی فضیلت ہے کہ جب قیامت کے دن حساب کتاب ہوگا تو روزہ داروں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں دسترخوان بچھوائیں گے اور روزہ دار لوگ میدانِ محشر کی گرمی اور حساب کی پریشانی سے

محفوظ عرش کے سائے میں پلاؤ بریانی کھا رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی شاندار مہمانی ہوگی اور قیامت کے دن جس کو عرش کا سایہ مل جائے گا اس کا حساب نہیں ہوگا کیونکہ جہاں حساب ہوگا وہاں سایہ نہ ہوگا اور جہاں سایہ ہوگا وہاں حساب نہ ہوگا کیونکہ سایۂ رحمت میں بلانا اور ضیافت کرنا یہ مہمان کا اعزاز ہے اور دنیا میں بھی کوئی میزبان اپنے مہمان سے یہ سلوک نہیں کرتا کہ دعوت کے بعد اس سے حساب کتاب لے یا اس کو تکلیف دے تو اللہ پاک تو ارحم الراحمین ہیں، ان کی رحمت سے بعید ہے کہ عرش کا سایہ دے کر پھر حساب کتاب کی پریشانی اور دوزخ کے عذاب میں مبتلا کریں۔ اس لئے ان شاء اللہ تعالیٰ روزہ داروں کی اور سایۂ عرش پانے والوں کی جنت پکی ہے۔

فدیہ کا مسئلہ

لہٰذا روزہ دار روزہ رکھ کر تکلیف اٹھالیں اور جو بہت کمزور ہو، بیمار ہو، دیندار ڈاکٹر نے کہہ دیا ہو کہ آپ کے لئے روزہ مضر ہے تو وہ رمضان شروع ہونے کے بعد فی روزہ دو سیر گندم کی قیمت دے دے لیکن رمضان سے قبل دینے سے روزہ کا فدیہ ادا نہیں ہوگا۔

روزہ داروں کے لئے دو خوشیاں

حدیث پاک میں ہے کہ روزہ داروں کو دو خوشیاں ہیں:

((لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔ متفق علیه))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب الصوم، ص ۱۷۳)

ایک دنیا میں افطار کے وقت اور دوسری قیامت کے دن جب وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے۔ افطار میں روزہ دار کو اتنا مزہ آتا ہے کہ روزہ خور اس سے محروم ہوتا ہے۔ افطاری کے وقت روزہ دار اور غیر روزہ دار کے چہرے سے پہچان لوگے۔ روزہ دار کے چہرہ پر ایک نور ہوتا ہے، ایک چمک ہوتی ہے لیکن افطاری کی دعوتوں کی وجہ سے جماعت کی نماز چھوڑنا جائز نہیں۔ کہیں افطار کی دعوت ہو جس کا نام افطار پارٹی ہے وہاں سموسہ، دہی بڑا وغیرہ کی ڈش اور فش ہوتی ہے لہٰذا کبھی بھی افطاری کے لئے جماعت کی نماز مت چھوڑو۔ تھوڑی سی کھجور وغیرہ سے افطار کر کے پانی پی لو۔ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ کے آؤ اور اطمینان سے کھاؤ۔ جلدی جلدی کھانے میں مزہ بھی نہیں ہے۔

رمضان کی برکتوں سے محروم کرنے والے دو گناہ

دو بیماریاں ایسی ہیں جن کی وجہ سے انسان روزہ کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۱) بدنظری، (۲) غیبت: لٰہذا رمضان میں بدنگاہی سے بہت بچو۔ ان میں سے ایک بدنظری ہے جس کی میں تفصیل پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بدنظری کو مردوں کے لئے بھی حرام فرمایا ہے اور خواتین کے لئے بھی حرام فرمایا ہے یعنی جہاں یَغُضُّوْا ہے کہ مردوں کو چاہیے کہ نظر بچائیں وہیں یَغْضُضْنَ بھی ہے کہ خواتین پر بھی فرض ہے کہ اپنی نظر کی حفاظت کریں۔

نفس سے ایک مہینہ کا معاہدہ

نظر بچانے پر انعام ملتا ہے وہ حلاوتِ ایمانی ہے کہ تمہیں ایمان کی مٹھاس مل جائے گی یعنی لیلیٰ سے نظر کو بچایا اور مولیٰ کو پایا۔ تو اللہ کے نام پر اختر گذارش کرتا ہے کہ رمضان میں ایک مہینہ کا وعدہ کرلو، نفس سے معاہدہ کرلو کہ پورے مہینہ بدنظری نہیں کریں گے، ایک مہینہ کی ٹریننگ ہے اور روزہ کا بھی احترام ہے۔ روزہ رکھ کر بدنظری بہت بڑے خسارہ کی بات ہے، اس لئے فی الحال نفس کو مودّب کرنے کے لئے اور مہذب بنانے کے لئے اور ٹریننگ دینے کے لئے ایک مہینہ کا ارادہ کرلو کہ پورے رمضان میں ایک نظر بھی خراب نہیں کریں گے اور رمضان سے پہلے ہی کمر کس لیا کرو کیونکہ سفر کرنا ہوتا ہے تو دو دن پہلے ہی سے سامان رکھتے ہو کہ بھئی یہ رکھ لو وہ رکھ لو، ریل میں فلاں فلاں چیز کی ضرورت پڑے گی۔ رمضان کی ریل میں بیٹھنا ہے تو ابھی سے ارادہ کرلو، آج ہی سے مشق شروع کردو۔

رمضان کی برکتوں سے محروم کرنے والا دوسرا گناہ

(۲) غیبت: اب دوسرا مرض جو رمضان میں بہت زیادہ مضر ہے وہ غیبت ہے۔ غیبت کرنے والا اپنی نیکیوں کا مال منجنیق میں رکھ کر مثلاً کراچی سے کلکتہ بھیج رہا ہے، ڈھاکہ بھیج رہا ہے، دبئی بھیج رہا ہے۔ جس کی غیبت کررہا ہے وہ چاہے دبئی کا ہو، ڈھاکہ کا ہو، کلکتہ کا ہو، مدراس کا ہو، بمبئی کا ہو، غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس کے اعمالنامہ میں جارہی ہیں جس کی غیبت کررہا ہے۔ اس لئے رمضان میں عہد کرلیں کہ (۱) نہ غیبت کرنا ہے نہ سننا ہے اور (۲) نہ نظر کو خراب کرنا ہے۔

ماہِ رمضان میں تقویٰ سے رہنے کی برکتیں

دل میں پہلے ایک مہینہ کا معاہدہ تو کرو، ایسا نور آئے گا کہ رمضان کے بعد بھی ان شاء اللہ اس نور سے محروم ہونے کو دل نہ چاہے گا۔ جو بڑی روشنی میں رہ لیتا ہے مثلاً ایک ہزار پاور کے بلب میں تو پھر چالیس پاور کے بلب میں اس کو اندھیرا معلوم ہوگا۔ بس ایک مہینہ تقویٰ کے بڑے بلب میں رہ لو، ایک ماہ کے لئے نفس کو

آسانی کے لئے منالو کہ بھئی! معاہدہ کرتے ہیں کہ نہ بدنظری کریں گے، نہ جھوٹ بولیں گے، نہ غیبت کریں گے اور خواتین یہ معاہدہ کرلیں کہ ہم ایک مہینہ بے پردہ نہیں نکلیں گے، برقعہ سے نکلیں گے اور جھوٹ بھی نہیں بولیں گے، کسی کی غیبت بھی نہیں کریں گے اور گھر میں وی سی آر، ٹیلی ویژن، گانے بھی نہیں چلائیں گے۔ ایک مہینہ کا معاہدہ کرلو اور ہر روز اللہ تعالیٰ سے کہو کہ اے اللہ! ہم یہ مہینہ تقویٰ سے گذار رہے ہیں، آپ اس مہینہ کا تقویٰ قبول کرکے گیارہ مہینہ کے لئے بھی ہمیں متقی بنادیجئے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ جس کا رمضان جتنا بہتر گذرے گا، جتنا زیادہ تقویٰ سے گذرے گا تو اس کے گیارہ مہینے بھی پھر تقویٰ سے گذریں گے اور جو رمضان میں بھی گناہ کرے گا اس ظالم کے گیارہ مہینے بھی تباہ ہوجائیں گے۔

بس اس مہینہ کا حق میرے دل میں آج یہی آیا ہے کہ میں آپ حضرات سے عرض کروں کہ یہ ایک مہینہ اللہ کے نام پر فدا رہو۔ ایک مہینہ کے لئے ان شاء اللہ نفس مان جائے گا کہ کوئی بات نہیں، چلو مولوی صاحب کی بات مان لو، ایک مہینہ کا معاملہ ہے۔ اس کا اثر ان شاء اللہ یہ ہوگا کہ ایک مہینہ جب تقویٰ کے نور میں رہیں گے تو رمضان کے بعد بھی گناہ کی ہمت نہیں ہوگی۔ اندھیروں سے مناسبت ختم ہوجائے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ احترامِ رمضان کے صدقہ تَقْوٰی فِیْ رَمَضَانَ کی برکت سے تَقْوٰی فِیْ کُلِّ زَمَانٍ ہمیں دے دیں۔ جیسے حرمین شریفین میں جن لوگوں نے نظر کو بچایا اللہ نے ان کو عجم میں بھی تقویٰ دے دیا کہ تَقْوٰی فِی الْحَرَمِ ذریعہ بن گیا تَقْوٰی فِی الْعَجَمِ کا۔ اور اس مبارک مہینہ میں اللہ سے رزق حلال مانگو اور رزقِ حرام چھوڑنے کی تدبیر کرو۔ رو رو کر اللہ سے دعائیں مانگو اور کوشش کرو، حلال تلاش کرو لیکن جب تک رزقِ حلال نہ مل جائے جوش میں آکر رزقِ حرام کا دروازہ مت چھوڑو۔ یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشورہ ہے۔ بعض لوگوں نے حرام چھوڑ دیا اور حلال بھی نہ پایا تو شیطان آگیا اور کہا کہ تم نے تو اللہ کے لئے حرام چھوڑا تھا لیکن اللہ نے تمہیں حلال بھی نہیں دیا۔ اس طرح اللہ سے بدگمان کردیا اور بہت سے کافر ہوگئے، لہٰذا کفر سے بچانے کے لئے یہ مشورہ دیا گیا ہے۔ کفر سے بہتر ہے کہ تم نادم گنہگار رہو اور کوشش کرتے رہو اور نیت کرلو کہ جب حلال مل جائے گا تو جتنی حرام آمدنی کھائی ہے اس کو صدقہ واجبہ میں تھوڑا تھوڑا کرکے ادا کردیں گے۔ نیت کرلو، اللہ کے ہاں نیت پر بھی مغفرت کی امید ہے۔ ہماری دعاؤں پر فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اے میرے عرشِ اعظم کے اٹھانے والے فرشتو! تم میری حمد و ثنا چھوڑ دو، میری تسبیحات چھوڑ دو، سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر مت پڑھو، بس میرے روزہ دار بندوں کی دعاؤں پر آمین کہتے رہو۔ پورے رمضان آپ کو عرش اٹھانے والے فرشتوں کی آمین ملتی ہے، اس لئے خوب دعا مانگو، اپنے لئے بھی اور میرے لئے بھی، میری صحت اور عمر میں برکت کی بھی اور توانائی کی بھی۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے اور قبول فرمائے۔ آمین!

سلسلہ نمبر ۱۷

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

نقصانات، تباہ کاریاں اور بچاؤ کے طریقے

عارف باللہ حضرت اقدس شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

ابتداء سے اولاد کی بربادی: انہی خرافات کی وجہ سے معصوم بچے بھی والدین پر بوجھ بن گئے ہیں، شروع سے ہی بے بی Sitter میں ڈال دیتے ہیں یا دو ڈھائی سال کی عمر میں کنڈرگارٹن میں ڈال دیتے ہیں جہاں وہ گھنٹوں پمپر میں پیشاب پائخانہ میں رہتے ہیں۔ معصوم بچوں کو اپنی محبت اور شفقت سے محروم کر کے غیروں کے حوالے کر دیتے ہیں، اس کی وجہ یا تو ماں کی ملازمت ہوتی ہے یا پوری رات خرافات میں گزار کر دن میں آرام کرنا ہوتا ہے اور بچہ سونے نہیں دیتا، اس لئے اس طریقے سے جان چھڑاتے ہیں۔

گھروں میں نیک منظر بدل گیا: ایک زمانہ تھا کہ فجر کے بعد والد، دادا، بھائی اور بیٹا سب مسجد میں تلاوت کرتے تھے، گھر میں دادی اماں مصلے پر بیٹھ کر تسبیح پڑھتی تھیں، اماں قرآن پڑھتی تھیں، بہن اور بیٹی بہشتی زیور پڑھتی تھیں لیکن موبائل اور نیٹ نے یہ منظر بدل دیا ہے، اب زیادہ تر لوگ موبائل، لیپ ٹاپ وغیرہ پر مصروف نظر آتے ہیں۔ گھر کے بڑے جب گندی فلمیں دیکھیں تو بیوی بچوں پر کیا اثر پڑے گا۔ بعض لوگ بوڑھے ہو گئے لیکن موبائل کی خرافات میں مبتلا ہیں، ہر وقت دماغ گرم رہتا ہے، خاندان کی بچیوں کو ہوس ناک نظروں سے دیکھتے ہیں، ایسے شرمناک واقعات آئے روز سننے میں آتے ہیں کہ بیان بھی نہیں کئے جاسکتے۔

دھوکا نہ کھائیو کسی ریشِ سفید سے
ہے نفس نہاں ریشِ مسوّد لئے ہوئے

اولاد کی دینی تربیت نہ کرنے کا نتیجہ: ہر آدمی اپنی جمع پونجی کی نہ صرف حفاظت کرتا ہے بلکہ اس کو بڑھانے کی بھی کوشش کرتا ہے لیکن افسوس کہ سب سے قیمتی سرمایہ یعنی اولاد کی آج نہ کوئی فکر کرتا ہے کہ گناہوں سے ان کو بچائے، نہ ان کی صحیح تربیت کرتا ہے، خود بھی موبائل اور نیٹ کے گناہوں میں مبتلا ہیں

اور بچوں کو بھی انہی چیزوں کے حوالے کر کے ان کا مستقبل داؤ پر لگا یا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اولاد اس ماحول میں پرورش پاتی ہے تو پھر والدین کی خدمت اور اطاعت نہیں کرتی۔ موبائل، ٹی وی، گیم میں پڑ کر بڑوں کی خدمت اور دعاؤں سے محروم ہوگئی ہے۔ والدین تڑپتے رہتے ہیں لیکن کس کو گناہوں کی رنگینیوں سے فرصت ہے، پہلے یہ سب باتیں ہم مغربی ممالک کے بارے میں سنتے تھے کہ وہاں کسی کو کسی کی پرواہ نہیں ہے، اب ہمارے ملک میں بھی ایسی خبریں تسلسل سے آنے لگی ہیں۔ اب ہمارا یہ حال ہوگیا ہے کہ دور کی دوستیاں تو ایسی پکی ہیں کہ ان کے بغیر گزارا نہیں اور اپنوں سے ایسی دوری ہوگئی ہے کہ کچھ خبر نہیں۔

باب ⑫: اسمارٹ فون ... اکابرِ دین اور مدارسِ دینیہ کا اعلان

جامع صغیر کی روایت ہے کہ جمعہ کے دن تمہارے اعمال انبیاء کرام علیہم السلام اور آباء واجداد پر پیش کئے جاتے ہیں پس اللہ سے ڈرو اور اپنے مُردوں کو (اپنے بُرے اعمال سے) اذیت نہ دو۔ اس حدیث کی روشنی میں ہم سوچیں کہ ہمارا گناہوں سے بھرا اعمال نامہ جب ہمارے اکابر کے پاس عالمِ برزخ میں پہنچے گا تو ان کو کتنی اذیت ہوگی! کم از کم ہم اپنے بزرگوں کو اذیت تو نہ دیں اور جو موجودہ اکابرِ دین ہیں، ان کی قدر کریں اور وہ جو اس اسمارٹ فون کے فتنے کے بارے میں کہہ رہے ہیں اس پر غور کریں:

﴿ارشادات حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم﴾

اسمارٹ فون اس دور کا عظیم فتنہ: ارشاد فرمایا کہ یہ (اسمارٹ فون) اس دور کا بہت عظیم فتنہ ہے جس کے اندر ہم لوگ مبتلا ہو گئے ہیں، اور شاید کوئی اللہ کا بندہ ہوگا جو اس قسم کا فون رکھے اور گناہ سے محفوظ رہے۔ کہیں نہ کہیں اس کی نگاہ ایسی جگہ پڑ جائے گی جو اس کے لئے جہنم کا ایندھن بننے کے لئے کافی ہوگی۔ سب سے زیادہ جس گناہ میں ابتلائے عام ہے، بڑے بڑے مبتلا ہیں، وہ ہے نظر کی حفاظت نہ کرنا، اور آج کل یہ فتنہ گھر گھر میں، بچے بچے کے ہاتھ میں ہے اور بڑے بڑے متقی و پرہیزگار کے ہاتھ میں ہے۔ بظاہر نیک نیتی کے ساتھ لئے ہوئے ہے کہ میں اس میں اچھی بات کہوں گا یا اچھی بات دیکھوں گا، لیکن مبتلا ہوجاتا ہے۔

اب دیندار بھی محفوظ نہیں رہے: ارشاد فرمایا کہ جب تک سینما تھے تو کم از کم داڑھی والے محفوظ تھے۔ سمجھ لو کہ یہ داڑھی بڑی قیمتی چیز ہے، یہ انسان کو بہت سے گناہوں سے بچاتی ہے، اگر کوئی داڑھی والا

جا کر سینما میں لائن لگائے اور وہاں سے ٹکٹ خریدے تو وہ داڑھی کے ساتھ ایسا کر نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا ایک حصار بنا دیا، لیکن مصیبت اب آ گئی ہے موبائل فون کی، جس کو اسمارٹ فون کہا جاتا ہے، جس میں دنیا بھر کا کوڑا کرکٹ جمع ہے۔ اور اب کسی فحاشی و عریانی کے متلاشی کو سینما جانے کی ضرورت نہیں ہے، اس کی جیب میں سینما پڑا ہوا ہے۔ اگر سینما جاتا تو داڑھی کے ساتھ نہیں جا سکتا تھا لیکن اگر یہ فون موجود ہے اور اس میں دنیا بھر کی خرافات موجود ہیں، تو تنہائی میں اپنے کمرے کے اندر بیٹھے ہوئے اس کو کسی کا خوف نہیں، کسی کی شرم نہیں، اس وقت یہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے، جب تک اللہ جل جلالہٗ کا خوف اس کے دل میں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی کا احساس اس کے دل میں نہ ہو، حفاظت ممکن نہیں۔

اسمارٹ فون ہر وقت کا خطرہ: ارشاد فرمایا کہ اس (اسمارٹ فون) نے بے حیائی اور آنکھ کے غلط استعمال کا دروازہ چوپٹ کھول دیا ہے۔ اچھا خاصا نمازی ہے، پرہیزگار ہے، صفِ اول میں نماز پڑھنے والا ہے لیکن تنہائی میں بیٹھا ہے اور اپنی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال کر رہا ہے۔ کتنی بڑی غداری ہے، کتنی بڑی خیانت، کتنی بڑی نافرمانی ہے۔ اس لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر بھروسہ ہے تو بعض اوقات اس سے اچھے کام بھی لئے جا سکتے ہیں لیکن پاؤں پھسلنے کا ہر وقت خطرہ ہے، نگاہ کے پھسلنے کا ہر وقت خطرہ ہے۔ لہٰذا بھائی! کتنے دن کی زندگی ہے؟ پتا نہیں، کسی کو پتا ہے کہ کب اس کو موت آ جائے گی؟ تو اپنے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس نعمت کو کیوں داؤ پر لگاؤ کہ اگر اس کا غلط استعمال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں پکڑ ہو جائے گی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جیسا انسان جس کے تقویٰ اور طہارت کی قسم دنیا کھاتی ہے، جب وہ یہ کہتے ہیں کہ میں اگر آخرت میں برابر سرابر چھوٹ جاؤں تو بھی غنیمت ہے تو ہُما شُما (ہم لوگ) جو ان فتنوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ان کے دل میں خیال نہیں آتا، ان کے دل میں یہ خوف نہیں ہوتا کہ یہ جو ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا غلط استعمال کر رہے ہیں، ایک دن اس کا حساب دینا ہوگا، ایک دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری ہوگی اور ایک ایک نگاہ جو جس چیز پر ڈالی ہے اس کا حساب دینا ہوگا۔

اہلِ علم کو خاص نصیحت: ارشاد فرمایا کہ آنکھوں کی حفاظت اور گناہوں سے بچنے کے لئے سلامتی اسی میں ہے کہ موبائل کا استعمال کم سے کم اور بقدرِ ضرورت کی حد میں ہو۔ یہ معروضات تو عوام الناس کے لئے ہیں کہ انہیں بھی اس کے نقصانات کے پیشِ نظر بہت احتیاط کرنی چاہیے، لیکن جہاں تک اہلِ علم کا تعلق ہے تو ان کا درجہ بہت زیادہ ہے، ان کے مقام کا تقاضا ہے کہ وہ جواز کے فتویٰ پر عمل کے بجائے تقویٰ پر عمل کریں۔ (جاری ہے)

(مرکز الافتاء والارشاد، غرفۃ السالکین، گلستانِ جوہر کراچی)

فقہی مسائل اور اُن کا حل

اندازے سے زکوۃ ادا کرنے کا حکم

سوال معلوم کرنا ہے کہ والدہ نے کبھی بھی حساب نکال کر زکوۃ نہیں ادا کی بلکہ اندازے سے ادا کرتی تھیں جبکہ کوشش ان کی یہ ہوتی تھی کہ کہ زیادہ ہی ہو اس بارے میں بھی رہنمائی فرمائیں اب کیا کریں؟ والدہ اب صاحب نصاب نہیں ہیں مگر پھر بھی 12 یا 14 ہزار تقریبا وہ زکوۃ کی نیت سے ادا کرتی ہیں ہر سال کوتاہی پوری کرنے کی نیت سے حضرت اس بارے میں مکمل رہنمائی فرمادیں؟

جواب واضح رہے کہ زکوۃ حساب لگا کر ادا کرنا ضروری ہے البتہ اگر حساب لگانا ممکن نہ ہو تو غالب گمان پر عمل کرتے ہوئے اندازہ سے بھی ادا کر سکتے ہیں البتہ احتیاط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، نیز آپ کی والدہ اب چونکہ صاحب نصاب نہیں ہیں جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو پھر آپ کی والدہ پر زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں ہے اس لئے کہ پہلے بھی وہ اندازے سے زائد ہی ادا کرتی رہی ہیں، اس لئے اب زکوۃ کی ادائیگی کے حوالے سے شکوک وشبہات کی ضرورت نہیں۔

اختتام سال پر مقدارِ مال معلوم نہ ہو تو زکوۃ کیسے ادا کریں؟

سوال مجھے بزنس کے حوالے سے زکوۃ کا مسئلہ پوچھنا ہے: بزنس کی چیزیں جمع کرنا شروع تھی ، جولائی 2020 میں اور بیزنس سٹارٹ کی تھی مارچ 2021 میں، چیزیں نصاب سے زیادہ تھی پہلے ہی مہینے سے مجھے اندازہ نہیں ہے کہ جولائی 2021 (ایک سال) میں میرے پاس کتنا مال تھا؟

جواب مسئولہ صورت میں اگر آپ کو یقین یا غالب گمان ہو کہ جولائی 2020 کے پہلے مہینے میں کاروبار کی نیت سے جب سے چیزیں جمع کرنا شروع کی تھی وہ نصاب سے زیادہ تھیں جیسا کہ سوال میں مذکور ہے، تو قمری حساب سے ٹھیک ایک سال پورا ہونے پر جتنی رقم موجود گی، سب پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہو گی۔

روزہ اذان پر کھولنا چاہیے یا دائمی نقشے میں دیے گئے وقت کے مطابق؟

سوال رمضان شریف میں روزہ دائمی نقشہ جو ہوتا ہے نماز کے اوقات کا، اس پہ کھولنا چاہیے یا اذان پہ؟ دائمی نقشہ میں جو وقت ہوتا ہے ہماری طرف رمضان میں 2، 3 منٹ اوپر اذان دی جاتی ہے تو بتایئے نقشہ پہ کھولنا ٹھیک ہے روزہ؟

جواب واضح رہے کہ روزے رکھنے کا وقت صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہے، تو لہٰذا جنتری کے نقشے کے مطابق سحری، افطاری کر سکتے ہیں، البتہ سحری احتیاطاً دو، تین منٹ پہلے ختم کرنی چاہیے اور افطاری میں بھی ایک، دو منٹ تاخیر بہتر ہے، سحری اور افطاری اذان پر موقوف نہیں ہے۔

صبح صادق ہونے کے بعد تک سحری کھاتے رہنے کا حکم

سوال ہمارے گاؤں میں برسوں سے یہ معمول چلا آرہا ہے کہ رمضان المبارک میں سحری آخری اذان پر بند ہوتی ہے اور باقاعدہ کلینڈر وغیرہ دیکھا نہیں جاتا اور سب لوگ اس طرح روزے رکھتے ہیں کہ اذانیں ہو رہی ہیں اور پانی وغیرہ پیا جا رہا ہے کہ ابھی آخری اذان نہیں ہوئی ہے۔ مفتی صاحب میں نے ابھی تک جو اس طرح روزے رکھے ہیں کہ سحری آخری اذان پر بند کی ہے تو کیا وہ روزے ادا ہوئے ہیں؟ تقریباً پندرہ سال میرے اسی طرح گزرے ہیں جبکہ گاؤں کے رشتہ دار وغیرہ آج بھی اس طرح کرتے ہیں، کیا یہ روزے ادا ہوگئے یا دوبارہ رکھنا لازم ہیں؟

جواب واضح رہے کہ سحری کا وقت صبح صادق تک ہوتا ہے، صبح صادق ہوتے ہی سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے خواہ اذان ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، لہٰذا صبح صادق سے پہلے کھانا پینا تو شرعاً جائز ہے اس کے بعد جائز نہیں۔ اور اذان چونکہ صبح صادق ہوتے ہی عموماً دی جاتی ہے اس لیے اذان کے شروع ہونے کے بعد سحری کھانے سے روزہ نہیں ہوگا، اس کی قضاء ضروری ہے کفارہ نہیں ہے۔

نابالغ بچے کو روزہ رکھوانے کا حکم

سوال سمجھدار نابالغ بچہ کو روزہ رکھوا سکتے ہیں رمضان کے مہینہ میں؟

جواب واضح رہے کہ روزہ دیگر عبادتوں کی طرح بالغ ہونے کے بعد ہی فرض ہوتا ہے، لیکن بدنی عبادتوں کا اچانک شروع کرنا اور اس پر کار بند رہنا دشوار ہوتا ہے، اس لئے بلوغت سے پہلے ہی ان عبادتوں کی عادت ڈالنی چاہیے تاکہ عبادت فرض ہونے کے بعد اس کی ادائیگی میں دشواری نہ ہو، اور نماز

کے بارے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا باضابطہ حکم دیا کہ بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کو کہا جائے اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر سرزنش بھی کی جائے، البتہ روزہ کے بارے میں غالباً ایسی کوئی صراحت منقول نہیں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ نماز سے زیادہ روزہ کی عادت ڈالنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے بدرجۂ اولی بالغ ہونے سے پہلے اس کی عادت ڈالنی چاہیئے، لہٰذا نماز کی طرح سات تا دس سال کی عمر سے کچھ روزے بھی رکھوانے چاہئیں، لیکن اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس میں روزہ کو برداشت کرنے کی قوت پیدا ہوگئی ہو اور وہ روزہ کا شعور رکھتا ہو تاکہ اس کی نیت کر سکے۔

روزے کی حالت میں بھاپ لینا

سوال روزے کی حالت میں بھاپ لے سکتے ہیں یا نہیں؟۔

جواب روزے کی حالت میں بھاپ لینا جائز نہیں۔

عورتیں گھریلو کام کی وجہ سے رمضان میں زیادہ عبادت نہیں کرسکتیں، تو ان کو کیا کرنا چاہیے

سوال روزہ افطار دعوت میں کھانا وغیرہ کرنے کی وجہ سے عورتوں کی عبادت رہ جاتی ہے یا کمی آجاتی ہے، جبکہ دعوت میں صرف قریب کے رشتہ دار ہوتے ہیں، اس کے لیے کیا کیا جائے۔

جواب روزہ دار کا روزہ افطار کروانا بہت زیادہ اجروثواب کا باعث ہے، اور گھر کی خواتین کی نفل عبادت میں اگر بے جا تکلفات سے بچتے ہوئے افطار کے اہتمام یا مہمانوں کی مہمان نوازی کی وجہ سے کچھ کمی واقع ہوجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس اہتمام پر بھی وہ ان شاء اللہ تعالیٰ اجروثواب سے محروم نہ ہوں گی، البتہ کوشش کی جائے کہ شب براءت، شب قدر وغیرہ کے علاوہ دوسرے عام ایام میں دعوت وغیرہ کی جائے تاکہ یہ بابرکت راتیں مکمل طور پر یکسو ہو کر عبادت میں گزاری جاسکیں۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

(طالبینِ حق کے منتخب اصلاحی خطوط اور ان کے جوابات)

تربیتِ طالبینِ خدا

عارف باللہ حضرت اقدس شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

رضا بالقضاء

حال: حضرت میں بہت پریشان ہوں میرے شوہر بالکل نفسیاتی ہو چکے ہیں، بالکل بات نہیں سنتے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ کئی برس بیرون ملک میں اکیلے رہے ہیں، وہاں ان کی نیند کے بہت مسائل رہتے تھے بہت منتوں کے بعد جب کبھی آتے ہیں تو ہر بات پہ جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ میں ہر وقت روتی رہتی ہوں میرے بھائی کو کئی دفعہ لوگوں کے سامنے بے عزت کر چکے ہیں جس کی میں نے اپنے بھائی سے معافی بھی مانگی ہے۔ میں چودہ سال سے اس آس پر رہی کہ شاید شوہر واپسی کا سوچ لیں لیکن اب تو بات بہت آگے جا چکی ہے، رو رو کہ لگتا ہے کہ میرے آنسو ختم ہو چکے ہیں۔ آپ دعا فرما دیں میں بہت پریشان ہوں۔

جواب: جو کام آپ کے ذمہ ہیں وہ کر کے اللہ تعالیٰ پر نظر رکھیں کیونکہ سب فیصلے وہاں سے ہوتے ہیں، ان کے حکم کے بغیر پتا بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا۔ ادب و محبت سے شوہر کا اچھا موڈ دیکھتے ہوئے ان سے واپس آنے کی فرمائش کر لیا کریں۔ باقی ان کا خوب ادب، محبت اور خدمت کریں۔ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے وہ ناراض ہوں۔ بعد ظہر مغرب اور عشاء صلوٰۃ الحاجات پڑھ کر خوب دعائیں کریں۔ سب سے بڑھ کر تقویٰ یعنی ہر گناہ سے بچنے کا خوب اہتمام کریں، کیونکہ قرآن مجید میں وعدہ ہے کہ تقویٰ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہر پریشانی دور فرما دیتے ہیں اور زندگی پر لطف کر دیتے ہیں۔ اس تقویٰ کے حصول کے لئے شیخ سے مضبوط تعلق رکھنا، ہر بات پوچھ کر کرنا اور اپنے ہر گناہ کی اصلاح کرانا لازم ہے، دل سے دعا کرتا ہوں۔

صبر پر نصیحت

حال: حضرت والا دامت برکاتہم کے دورانِ سفر کے بیانات سننے کا اہتمام کیا، غرفہ کی بھی مجالس سنی، عشقِ مجازی پر طلباء کے لئے جو نصیحتیں تھی، بہت فائدہ ہوا۔

جواب: ماشاء اللہ تعالیٰ

حال: مایوسی کے لئے کچھ بتادیں۔

جواب: مایوسی تو کفار کے لئے ہے ایمان والے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتے۔

حال: دعاؤں کا ظہور نہیں ہوتا تو برے خیالات آتے ہیں کہ اللہ سے بھی نہ مانگا جائے۔

جواب: جو چیز ہم اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہوتے ہیں اس کا ظہور اللہ تعالیٰ بندے کی مصلحت دیکھ کر فرماتے ہیں کیونکہ وہ ہم سے ستر ماؤں سے بڑھ کر پیار کرتے ہیں، منسلک وعظ پڑھئے۔

حال: کوئی خواہش مت ظاہر کرو ورنہ اللہ اسی جگہ سے آزمالیں گے۔

جواب: اپنی ہر جائز ضرورت چھوٹی سے چھوٹی بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے حتیٰ کہ اسباب اختیار کرنے سے پہلے بھی اللہ سے مانگنا چاہیے لیکن اگر وہ چیز نہ ملے تو یقین رکھنا چاہیے کہ اسی میں میری بہتری ہے جس کا پتا ہونا میرے لئے ضروری نہیں۔

حال: صبر کا پھل ضائع ہوتا ہوا دِکھتا ہے۔

جواب: جس کو آپ صبر کا پھل سمجھ رہی ہیں وہ صبر کا پھل نہیں۔

حال: اللہ سے دوستی کا کوئی فائدہ نہیں دیکھا۔

جواب: وہ فائدہ اس لئے نظر نہیں آرہا کیونکہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دوستی کی ہی نہیں، آپ کا دل تو غیر اللہ میں پھنسا ہوا ہے جس کا آپ شیخ سے علاج نہیں کرا رہیں۔

حال: پھر سوچ آتی ہے کہ اس سے اچھا تھا گناہ کرتے رہیں۔

جواب: تعجب ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو برداشت کرنے کا حوصلہ اپنے اندر پاتی ہیں۔

حال: اللہ کے لئے ایک چیز چھوڑی تو انہوں نے کون سی ہماری مراد پوری کردی۔

جواب: صبح سے شام تک اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کو برس رہی ہیں، اس کی طرف توجہ کریں،

خوانخواستہ کوئی مرض پیدا ہو جائے تو پھر احساس ہوتا ہے کہ کتنی نعمتیں ہمیں حاصل تھیں۔

حال: چڑ چڑا پن، کیونکہ مشکلات کا کوئی حل دِکھتا نہیں ہے۔

جواب: تمام مشکلات کا صرف ایک حل ہے، تقویٰ اختیار کرنا یعنی ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کرنا، منسلک پرچے عمل کی نیت سے پڑھیں۔

حال: ساری زندگی اسی کش مکش میں جائے گی، حالات بدلتے ہوئے نہیں دکھتے۔

جواب: اگر دل کی حالت بدل لیں، یعنی یہ ارادہ کرلیں کہ ایک سانس اللہ کو ناراض نہیں کرنا تو اللہ تعالیٰ ظاہری حالات بھی بدل دیتے ہیں۔ بندوں سے صرف یہی ایک کش مکش اور جدو جہد مقصود ہے کہ اللہ کو ناراض نہ کیا جائے۔ یہ جدو جہد دونوں جہان کے غموں سے نجات دے دیتی ہے۔

نفسانی محبت کا علاج

حال: حضرت ایک الجھن ہے امید ہے کہ آپ دور کردیں گے، میرا ایک دوست ہے، مجھ سے چھوٹا ہے میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں، بالکل میرے چھوٹے بھائیوں کی طرح ہے، مگر اس کے ساتھ دنیاوی اور نفسانی محبت محسوس ہوتی ہے، خیالات آتے ہیں، لیکن اسی نے مجھے نمازوں میں بھی مجھے لگایا، تہجد کا شوق اسی نے مجھے دلایا، قرآن مجید بھی دوبارہ حفظ کرنے کا جوش بھی اسی نے دل میں لگایا، ہمیشہ مجھے اللہ یاد دلاتا رہا ہے، یہ میرے چھوٹے بھائیوں کی طرح ہے، اس سے دوستی کا رشتہ بہت قریبی ہے، میں اس کو غلط چیزوں پر ڈانٹتا بھی ہوں اپنے چھوٹے بھائیوں کی طرح کبھی کبھار ہلکی پٹائی بھی کردیتا ہوں، غلط اور صحیح کیا ہے میں اس کو بتاتا رہتا ہوں، یہ جب بھی اداس ہوتا ہے میرے پاس بھی آجاتا ہے۔ میں ہر دعا میں سب سے زیادہ یہ دعا کرتا ہوں کہ ہمیں اس دنیا میں بھی ایک دوسرے کا ساتھی بنائے رکھئے اور جنت میں بھی ہمارے محل بالکل سامنے ہوں، اور ایک دوسرے کے برابر میں ہوں، اور یہ بھی ایک دوسرے سے وعدہ کیا ہے کہ اگر خدانخواستہ ہم میں سے کوئی بھی اگر جہنم میں گیا تو اللہ کے حکم سے ان شاء اللہ اس کو جنت میں لانے کی اللہ سے درخواست کریں گے۔ میرا یہ سوال ہے کہ کیا اس طرح کی اللہ والی محبت کے باوجود جو دنیاوی اور نفسانی محسوس ہورہی ہے وہ غلط ہے۔

جواب: جب نفسانی محبت کی علامات پوری ہورہی ہیں تو یہ اللہ والی محبت کہاں رہی؟ دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچانے والی محبت تو اللہ والی ہے۔ یہ نفسانی محبت بالآخر بدفعلی میں مبتلا کرا کر دنیا و آخرت میں

ذلیل و رسوا کرا دیتی ہے چاہے ظاہر میں کتنا ہی دینداری کا لیبل لگا ہوا ہو۔ آپ اپنے دوست کو صاف لفظوں میں بتا دیں کہ آپ کا دل اس کے لئے خراب ہو رہا ہے اور اس کا علاج صرف اور صرف مکمل دوری ہے۔ اگر اللہ کے لئے آپس میں تعلق تھا تو اب اللہ کے لئے بالکل دوری اختیار کر لیں۔ آپس میں ملنا جلنا اور رابطہ بالکل ختم کر دیں۔ اگر وہ آرام سے نہ مانے تو اس کو ڈانٹ کر اور سخت جملے کہہ کر جھگڑا کر کے دوری اختیار کریں۔

ایک طالبہ کے حالاتِ رفیعہ

حال: اللہ پاک میرے شیخ کے رتبے کو بڑھا دے، سرتاجِ زمانہ میرے حضرت کو بنا دے آمین۔

جواب: آمین

حال: میرے گھر والے کہتے ہیں کہ درس نظامی کے بعد ایک دو پرچے اور دینے پڑتے ہیں، پھر ایم اے کی ڈگری مل جاتی ہے، تم لے لینا دنیا والوں کی نظر میں بھی معتبر ہو جاؤ گی، میں نے اس بات پر اس ڈر سے کہ بحث نہ شروع ہو جائے کچھ کہا نہیں لیکن دل میں یہی تھا کہ مجھے بس اپنے پیارے ربّا کی نظر میں معتبر بننا ہے، اللہ جل جلالہ کا تعلق اور محبت چاہیے، دنیا کی نظر میں مجھے معتبر بننا ہی نہیں بلکہ ایسا معتبر بننا جس کی بناء پر میں اپنے محبوب اور پیارے ربّا کی نظر میں غیر معتبر ہو جاؤں ایسا معتبر ہونا مجھے قطعاً پسند نہیں ہے بلکہ اللہ پاک سے آخری سانس تک اس سے حفاظت کی دعا مانگتی ہوں۔ رشتہ دار سمجھاتے ہیں، ان کو یہی جواب دیا کہ مجھے ڈگری لینی ہی نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس میں یہ فوائد ہیں وغیرہ لیکن ان کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی اور جواب نہیں دیا کہ بات بڑھ جاتی لیکن دل میں یہی تھا کہ مجھے اللہ چاہییں، یہ ڈگریاں لینی ہی نہیں ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آخری سانس تک میری حفاظت فرمائیں، میں کبھی ان کالج یونیورسٹیوں کی شکل بھی نہ دیکھوں۔

جواب: آپ کی کیفیات اور دل کے جذبات سے دل خوش ہوا، بس کسی سے بحث اس طرح بالکل نہ کریں، یہی پردے میں رہنا عفت کی محافظت ہے۔

حال: بندی کے خاندان میں لڑکے لڑکیاں سب ڈاکٹر، انجینئر ہیں، لڑکیاں بھی نوکری کرتی ہیں۔ اللہ پاک کا خصوصی فضل و کرم اور حضرت والا دامت برکاتہم کی توجہات، دعائیں اور فیوض و برکات ہیں کہ کبھی ان سے مرعوب نہیں ہوئی، کبھی یہ خیال بھی الحمدللہ! نہیں آیا کہ میں بھی دنیاوی فنون پڑھتی بلکہ اگر کبھی

تصور میں بھی یہ بات آجائے غیر اختیاری طور پر کہ دین چھوڑ کر ان دنیاوی چکروں میں پڑ جاؤں تو اس سے روح تک کانپ جاتی ہے، دل تڑپ جاتا ہے، آنسو جاری ہوجاتے ہیں اور تڑپ تڑپ کر اللہ کے حضور میں عرض کرتی ہوں کہ اللہ آپ نے مجھے اس سے بچایا ہے تو آپ آخری سانس تک بچا کر رکھیے گا۔

جواب: ماشاءاللہ، اللھم زد فزد، آمین

حال: یہ بھی دعا کرتی ہوں کہ اللہ جی! آپ سے دوری اور جدائی اور دین سے دوری برداشت نہیں ہے، اللہ! آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی اگر آپ سے جدائی ہوگئی تو میں مرجاؤں گی، اللہ! اگر دنیا میں مشغول ہوئی اور دین سے محرومی ہوگئی اور مجھے احساس بھی اس بات کا ہوا تو کہیں چین وسکون نہ پاؤں گی اور اگر یہ احساس نہ ہوا کہ دین سے محرومی اور دنیا میں مشغولی ہوگئی ہے، تب بھی اللہ خسارہ ہی خسارہ ہے، تباہی ہے اور بربادی ہے، دنیا اور آخرت دونوں کا نقصان ہے اللہ! آپ میری آخری سانس تک حفاظت فرمایئے گا اور اپنے سے جوڑ کر رکھیئے گا، ایک سانس اور ایک لمحہ بھی آپ سے دور ہوکر نہ گزرے، بندی کو گناہوں کی دنیا کے تصور سے بھی وحشت ہوتی ہے، قطعاً دل نہیں لگتا، حضرت والا دامت برکاتہم سے درخواست ہے کہ رہنمائی فرمادیں کہ یہ کیفیت اور اس طرح دعا کرنا کیسا ہے اور بندی کے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ پاک آخری سانس تک بندی کی حفاظت فرمائیں۔

جواب: بہت ہی مبارک دعا ہے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر سے دعا مانگا کریں۔

از کرم از عشق معزولم مکن
جز بذکر خویش مشغولم مکن

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

متفرقات

ادارہ

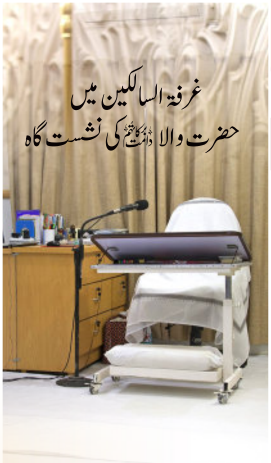
غرفۃ السالکین میں
حضرت والا دامت برکاتہم کی نشست گاہ

خانقاہ غرفۃ السالکین کراچی کے شب و روز

رمضان المبارک میں طالبین خدا کی خانقاہ آمد

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ”اللہ والوں کے ساتھ رہائش ہو اور رمضان کا مہینہ ہو تو جب زمان اور مکان کے دو دو انجن لگ جائیں گے تو اللہ کے قرب کا راستہ جلد طے ہوگا۔ اسی لئے اکثر بزرگوں نے مریدوں کو رمضان المبارک میں اپنے ہاں اکٹھا کیا۔ جس کو جہاں مناسبت ہو، روحانی بلڈ گروپ کے مطابق اپنے اپنے مشائخ کے ساتھ رمضان گذار لے تو میں امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔“ (مواعظ اختر نمبر: ۵۵ روزہ اور ترکِ معصیت)

اسی ہدایت کے پیش نظر ہر برس خانقاہ غرفۃ السالکین میں کثیر تعداد میں علماء، طلبہ و متعلقین اصلاح اخلاق و تزکیۂ نفس کے لئے حضرت والا کی صحبتِ بابرکت میں رمضان المبارک گذارنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں، الحمد للہ! حسب معمول اس برس بھی بہت سے طالبین مولیٰ خانقاہ غرفۃ السالکین حاضر ہوئے ہیں، جن میں اکثر تعداد علماء کرام وطلبہ کرام کی ہے۔ رمضان المبارک میں حضرت والا کا قیام خانقاہ میں ہی ہوتا ہے، حضرت والا اپنے آرام کی پروا کیے بغیر طالبین کی اصلاح و تزکیہ کے لیے روزانہ بعد فجر بعد عصر، بعد تراویح مسجد اختر میں پابندی سے بیانات فرماتے ہیں، آخری عشرے میں بیانات کا دورانیہ مزید بڑھ جاتا ہے، اس کے علاوہ مسجد اختر سے متصل خانقاہ غرفۃ السالکین میں حضرت والا دامت برکاتہم کی مجالس کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ نیز سنت کے مطابق نماز اور تجوید کے ساتھ قرآن پاک سکھانے کے لیے بعد نمازِ ظہر مسجد اختر میں ماہر قاری صاحب تشریف رکھتے ہیں، ہر وقت لگانے والے کو اس حلقے میں بیٹھنا لازم ہوتا ہے، نیز حسبِ معمول روزانہ صبح اور بعد ظہر شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ریکارڈ شدہ بیانات بھی سنوائے جاتے ہیں جس سے نفع عظیم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک خوب تقویٰ کے ساتھ اور اہتمام صحبت اہل اللہ کے انوار و برکات کے ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

اعلان داخلہ ۱۴۴۵ھ/ ۲۰۲۴ء

مدرسہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ (گلستانِ جوہر کراچی)

مدرسہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ میں امسال درس نظامی کے درجات اولیٰ، ثانیہ، ثالثہ، رابعہ اور تخصص فی الافتاء میں داخلے کا اعلان کر دیا گیا ہے، داخلے کے خواہش مند طلبہ استقبالیہ مرکز الافتاء والارشاد میں بروز ہفتہ ۲۰ اپریل ۲۰۲۴ء تا بروز پیر ۲۹ اپریل ۲۰۲۴ء اپنے کوائف کے ساتھ درخواست دے کر رجوع کر سکتے ہیں۔

مدرسہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی تعمیرات کا سلسلہ جاری

عارف باللہ حضرت شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی مدرسہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی تعمیرات کا سلسلہ تیزی سے جاری ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک عافیت کے ساتھ یہ عظیم الشان دینی منصوبہ تکمیل تک پہنچا دیں، قبول فرمالیں اور ذخیرۂ آخرت بنائیں آمین!

☆☆☆☆☆☆☆

ملفوظ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتین صاحب دامت برکاتہم

ترجمانِ اکابر، شیخ الحدیث، شیخ العلماء

خلیفہ مُجاز بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مُجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

روزے کی تین اقسام

(۸ مارچ ۲۰۲۴ء کی رات ڈھاکہ سے بذریعہ فون کراچی حضرت فیروز میمن صاحب مدظلہ سے دورانِ گفتگو ارشادات)

۱ مفطراتِ ثلاث سے باز رہنا:

یعنی کھانا، پینا، بیوی سے ملنا، ان تینوں باتوں سے دور رہنا، یہ اول درجہ ہے۔

۲ گناہوں سے مکمل پرہیز:

اس سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ روزے کے ساتھ ہر قسم کے گناہوں سے مکمل پرہیز رہے، یہ دوسرا درجہ ہے، اس سے روزے کی پوری فضیلت حاصل ہوجاتی ہے۔

۳ ساری کائنات سے کٹ کر مشاہدۂ حق میں غرق رہنا:

تیسرا درجہ ہے کہ جس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں لکھا ہے:

صَوْمُ الطَّرِيْقَةِ فَهُوَ الْإِمْسَاكُ عَنِ الْأَكْوَانِ. وَالْإِفْطَارُ بِمُشَاهَدَةِ الرَّحْمٰنِ

(مرقاۃ المفاتیح: جلد ۱ ص ۱۳۴)

یعنی روزے میں تمام کائنات سے بالکل الگ رہنا، دور رہنا، رک جانا، بیزار رہنا۔ یہ روزہ ہے! اور جو روزے سے رہتا ہے تو اس کو افطار بھی تو کرنا ہوگا تو افطار کی کیا صورت ہے:

وَالْإِفْطَارُ بِمُشَاهَدَةِ الرَّحْمٰنِ یعنی دیدارِ الٰہی سے افطار کرنا۔

KhanqahBD
KhanqahBD.com
KHANQAH
IMDADIA ASHRAFIA
Dhaka Bangladesh

ادارہ تالیفاتِ اختریہ

سلسلۂ مواعظ دعوتِ دینِ حق

کے تحت

ترجمانِ اکابر عارف باللہ شیخ الحدیث شیخ العلماء

حضرت مولانا شاہ عبدالمتین صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ۳ نئے مواعظ کی اشاعت

کتاب مفت حاصل کرنے کے لیے درج ذیل نمبر پر میسج کریں

0334-3217128

www.HazratMeerSahib.com

ناشر

گلستانِ جوہر کراچی

ادارہ تالیفاتِ اختریہ

عظیم الشان صدقہ جاریہ

میں حصہ لینے کا سنہری موقع

مدرسہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

تعمیراتی کام جاری ہے!

تخمینہ 9 کروڑ روپے

اس اعلان کا مقصد ایک تو دعا کی گزارش کرنا ہے نیز بہت سے محبین اس قسم کے عظیم صدقۂ جاریہ میں حصہ لینے کی خواہش رکھتے ہیں، اپنے اور اپنے مرحومین کے لیے صدقۂ جاریہ کا اہتمام کرتے ہیں لیکن بروقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے انہیں شکایت ہوتی ہے لہٰذا ان کو مطلع کرنا بھی مقصود ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک سہولت و آسانی کے ساتھ یہ عظیم الشان دینی کام تکمیل تک پہنچادیں، اسے قبول فرما کر ہمارے لیے ذخیرۂ آخرت بنادیں آمین!

مسجد اختر غرفۃ السالکین C-96 گلستانِ جوہر بلاک 12 نزد سندھ بلوچ سوسائٹی، گیٹ 2، کراچی پاکستان

Ghurfa tus Saliken Welfare Society
Meezan Bank (Bombay Bazar Branch, KHI)

اکاؤنٹ نمبر: 0180 0101616595

نوٹ: رقم منتقل کرنے کے بعد ان نمبروں پر اطلاع کا میسج بھی کریں +92 332 3158542 +92 334 3133997

ادارہ تالیفاتِ اختریہ

جدید مطبوعات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی کتابیں مفت حاصل کرنے کے لئے 0334-3217128 پر اپنا مکمل پتا میسج کریں

Ghurfa www.HazratFerozMemon.org